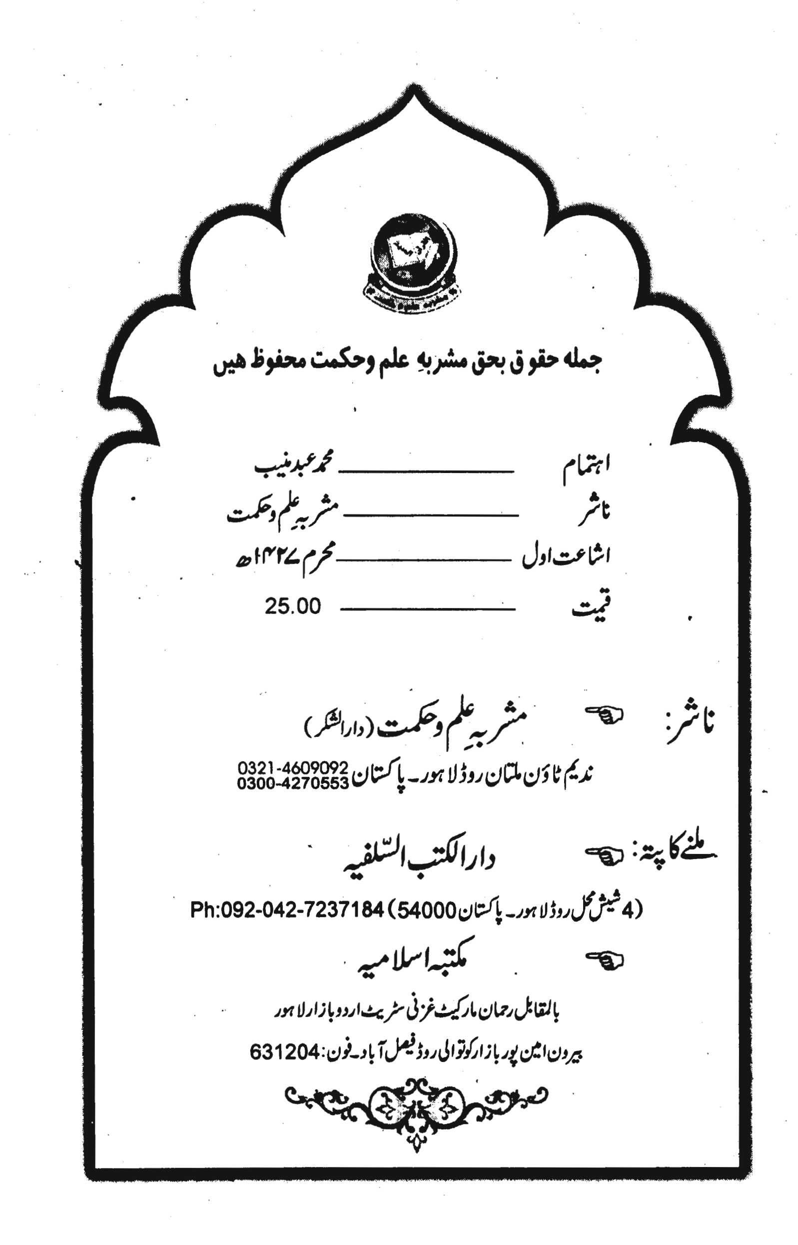
حفظِ حیا اور محرم رشتہ دار



اُمِ عبدِ مُنیب







اہتمام ______ محمد عبد منیب
ناشر ______ مشربہ علم وحکمت
اشاعت اول ______ محرم ۱۴۲۷ھ
قیمت ______ 25.00

ناشر: مشربہِ علم وحکمت (دار الشکر)
ندیم ٹاؤن ملتان روڈ لاہور۔ پاکستان 0321-4609092 0300-4270553

ملنے کا پتہ: دار الکتب السّلفیہ
(4 شیش محل روڈ لاہور۔ پاکستان 54000) Ph:092-042-7237184

مکتبہ اسلامیہ
بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
بیرون امین پور بازار کوتوالی روڈ فیصل آباد۔ فون: 631204

فہرست

❀❀❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوچنے کی بات

دورِ حاضر میں محرم رشتوں کے درمیان حیا و شرم اور لحاظ کی جو مضبوط دیوار تھی وہ اب عام گھرانوں میں نہ ہونے کے برابر ہے۔ باپ بھائی خود اپنی بیٹی اور بہنوں کو ہر قسم کی زیب و زینت خود کرواتے اور دیکھ کر داد دیتے ہیں۔

مجھے ایک کالج کی لڑکی نے بتایا کہ اس کے بھائی نے جب اسے کسی شادی پر کپڑے پہنے، بال بنائے اور بنے سنورے دیکھا تو کہا "ارے! ان کپڑوں کے ساتھ یہ جوتے اچھے نہیں لگتے۔ اپنی بھابھی کے فلاں جوتے پہن لو، ان کپڑوں کے ساتھ وہ خوب سجیں گے۔"

بظاہر یہ ایک بے ضرر سی بات ہے لیکن اتنی بے ضرر بھی نہیں، اگر نفسیات کے سامنے یہ معاملہ رکھا جائے تو پتہ چلے گا کہ بھائی نے اپنی بہن پر اسی قسم کی نظر ڈالی جس قسم کی وہ اپنی بیوی پر ڈالتا ہے۔ ورنہ وہ بہن کے حسن کو اس انداز سے نہ جانچتا۔ اسلام نے حسن نمائی اور حسن رانی کے لیے مرد و عورت

کے درمیان میاں بیوی کے رشتے کی پابندی عائد کی ہے۔ مرد کو حسن دیکھنے، جانچنے اور اس پر داد دینے کے لیے بیوی کا رشتہ دیا گیا ہے اور عورت کو بناؤ سنگھار دکھانے کے لیے صرف خاوند کا رشتہ......ورنہ معاشرے میں وہ سب کچھ ہوکر رہتا ہے جس کی تصاویر ہمیں اخبارات دکھا رہے ہیں۔

مرد جوان رشتوں کے تقدّس کا امین اور محافظ تھا وہ خود ڈاکو بنتا جا رہا ہے۔ فلموں اور سلمنگ کورس والوں کے اشتہارات......مصنوعات بیچنے والوں کے ہیجان انگیز الفاظ اور منہ بولتی تصاویر......وی سی آر، فلم اور سینما کے عریاں مناظر......رسائل و اخبارات میں حیا سوز تصویریں خبریں اور مضمون......مقابلہِ حسن، فیشن شو، فن فیئر کی تقریبات اور ان کی عکّاسی......شادی، سالگرہ، منگنی اور مہندی کی رسومات اور ان کی وڈیو......سڑکوں پر ایک نہیں بیسیوں ماڈل گرلز کو مات دینے والی صنفِ نازک......جنہیں مستورات (چھپی ہوئی) کہا جاتا تھا وہ اب......کاسیات ”عاریات“......(پہننے کے باوجود ننگی) بن چکی ہیں......ان سب کا ڈسا ہوا مرد جب باہر منہ نہیں مار سکتا تو گھر ہی میں منہ کالا کر لیتا ہے۔ العیاذ باللہ

بہ نظرِ غائر دیکھا جائے تو دورِ حاضر میں لباس بجائے خود زینت ہے......دورِ رسالت میں تو لوگوں کو بہت کم کپڑے میسر ہوتے تھے، پھول اور آرائش والے کپڑے یوں بھی کم ہی تیار ہوتے تھے۔ نہ ہی سینے کا فن

اتنے عروج پر تھا، نہ دھونے کا اہتمام ایسا تھا، نہ استری کرنے کا رواج...... موٹے جھوٹے کپڑے پہن کر عورتیں چند ایک معمولی سی چیزوں سے میک اپ کر لیتی تھیں......معاشرے میں لاکھوں میں ایک ایسی عورت ہوتی جسے واقعتاً اچھا کپڑا، بہترین زینت اور میک اپ کی اشیاء میسر ہوتیں......کہنے کی بات یہ ہے کہ اب تو لباس خود بہت سی زینتوں کا مجموعہ بن چکا ہے......اس زینت کے بعد کوئی دوسری زینت محرم افراد کے سامنے کریں تو یہ محلِ نظر ہے۔ جب کہ ہمارے بڑے بڑے دین پسند گھرانوں کی عورتیں اس پر اڑی ہوئی ہیں کہ اسلام میں زیب و زینت، میک اپ کے ساتھ (اور وہ بھی اداکاراؤں اور ماڈل گرل والا ایک باحیا مسلمان خاتون والا نہیں) اور بغیر دوپٹہ اوڑھے محرم افراد کے سامنے آنے میں کوئی حرج نہیں۔ لہٰذا اب یہ اکثر گھرانوں کا معمول بنتا جا رہا ہے۔

یقیناً قرآنِ حکیم نے اسے جائز قرار دیا ہے لیکن کب؟ جب فتنے کا ڈر نہ ہو اور اسے معمول نہ بنا لیا جائے۔ کیونکہ اس حالت کو دیکھنے کا اصل حقدار خاوند ہے۔ محرم مرد اتفاقاً دیکھ لیں تو حرج نہیں۔

خواتین سے گذارش ہے کہ براہِ کرم چاروں طرف سے فتنوں میں گھرے ہوئے جوان باپ، بھائی، بھتیجے اور بھانجے وغیرہ کو مزید آزمائش میں مت ڈالیے، ان کی حالت پر رحم کیجئے۔

مسلمان بھائیوں سے بھی عرض ہے کہ وہ محرم خواتین کی معاشرت اور تہذیب کے معاملے میں فراستِ مومنانہ سے کام لیں اور نظرِ فاروقی کا پہرہ لگائیں جن کے دور کا صرف ایک واقعہ دیا جا رہا ہے:

ایک بار مدینہ کی چند خواتین ایک گھر میں بیٹھی یہ خیال آرائی کر رہی تھیں کہ سب سے خوبصورت مرد کون ہے؟

شغال نامی شخص پر سب نے اتفاق کیا۔

عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کا پتا چلایا، اسے بلایا اور دیکھا تو وہ واقعی خوبصورت تھا اور کپڑے بھی اچھے پہن رکھے تھے۔ انہوں نے اس کا سر سزا کے طور پر مونڈ دیا کیونکہ وہ عورتوں میں فتنہ کا باعث بن رہا تھا۔ سر منڈانے سے اس کا حسن اور نکھر آیا تو انہوں نے اسے صوف کے کپڑے پہنائے اور مدینہ سے باہر خاراشگافی پر مامور کر دیا۔

(فاروقِ اعظم، باب ۱۲ از طہٰ حسین)

حیا کیا ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الحیاء من الایمان والایمان فی الجنة والبذآء من الجفاءِ والجفاء فی النار۔ (سنن ترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی الحیاء)

''حیا ایمان سے ہے اور ایمان کا مقام جنّت ہے۔ بے حیائی اور بے شرمی بدکاری میں سے ہے اور بدی دوزخ میں لے جانے والی ہے۔''

رسول اللہ ﷺ ایک انصاری کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو شرم و حیا کے بارے نصیحت کر رہا تھا (یہ کہ زیادہ شرم و حیا نہ کیا کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"دعه فان الحیاء من الایمان"

(صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب الحیاء من الایمان، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب شعب الایمان)

''اس کو چھوڑ دے، یقیناً حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔''

نیز فرمایا: '' لکل دینا خلقا وخلق الاسلام الحیاء "

''ہر دین کا ایک خُلق ہوتا ہے اور اسلام کا خلق حیا ہے۔''

(مؤطا، سنن ابن ماجہ، شعب الایمان مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الآداب)

معلوم ہوا حیا دین کے تحفظ، جنت میں داخلے اور ایمان کی نمو کے لیے لازمی ہے۔

حیا ایک ایسی صفت ہے جو کسی شخص میں جتنی زیادہ ہوگی اس کو وہ اتنا ہی فحش و منکر سے دور رکھے گی۔ چنانچہ فرمانِ رسالت ﷺ ہے:

"انّ مما ادرك الناس من كلام النبوه الاولىٰ اذا لم تستحى فاصنع ما شئت"۔ (بخاری کتاب الادب)

تحقیق جملہ اس چیز کے کہ پایا ہے لوگوں نے پہلے انبیاء کی کلام میں سے یہ کلام ہے۔ اے اولادِ آدم جب تم میں حیا نہ رہے تو جو جی چاہے کر۔"

کچھ کیفیاتِ قلبی ایسی ہیں جو اسلام میں پسندیدہ ہیں ان میں جتنا زیادہ مبالغہ کیا جائے اتنا ہی زیادہ ایمان اور اسلام میں نکھار آتا ہے۔ حیا ان میں ایک اہم صفت ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی حیا کے بارے ایک صحابی کہتے ہیں:

"كان رسول الله ﷺ اشد حياء من العذراء فى خدرها فاذا راى شيا يكره عرفناه فى وجهه"۔

(بخاری، کتاب المناقب باب صفۃ النبی، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب کثرۃ حیاءہ)

"رسول اللہ ﷺ پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ باحیا تھے۔ جب آپ کسی ناپسندیدہ چیز کو دیکھتے تو ہم آپ کے چہرے کے آثار سے پہچان لیتے۔"

معلوم ہوا حیا خواتین کی سیرت کا لازمی حصہ ہے چنانچہ شیخِ کبیر کی جو بیٹی موسیٰ علیہ السّلام کو اپنے والد کے حکم سے اپنے گھر لانے کے لیے لینے گئی تھی اس کے بارے سورہ قصص میں ہے کہ:

﴿وَجَاءَ اِحۡدٰهُمَا عَلَى اسۡتِحۡيَآءٍ﴾

"ان دو لڑکیوں میں سے ایک شرماتی ہوئی ان کے پاس آئی۔"

اس لیے اگر مرد اور عورت میں حیا کی کثرت ہے تو یہ اس کے لیے خیر و برکت کا باعث ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

"الحياء لا ياتى الا بخير"۔

(صحیح بخاری، کتاب الادب، باب الحیاء۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب شعب الایمان)

"حیا خیر کے علاوہ دوسری کوئی چیز نہیں دیتی۔"

آج حیا کا جذبہ دم توڑتا جا رہا ہے، معاشرہ کھلم کھلا بے حیائی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اسلام نے تحفظِ حیا کے لیے ایک بھرپور اور مربوط نظامِ معاشرت دیا ہے۔ نامحرم افراد سے حجاب کی حدود کا بھی مقصد یہی ہے اور حدودِ لباس، استیذان، علیحدہ خوابگاہیں، محرم افراد میں حیا کو قائم رکھنے کے لیے موجود ہیں۔

آیئے! ان آداب کا جائزہ لیں کہ وہ کیا ہیں؟ کیسے ان پر عمل درآمد ممکن ہے۔ محرم افراد میں ان کا انداز کیا ہونا چاہیے۔

❀❀❀

محرم کون ہیں؟

اولوالارحام اور ذوی القربیٰ میں دو قسم کے افراد شامل ہیں۔

① ۔محرم

اس سے مراد ایسے اقرباء ہیں جن سے عمر بھر کبھی بھی نکاح کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ جن کی فہرست یہ ہے۔

والد، دادا، پردادا، نانا، پرنانا، بھائی چچا اور ماموں سگے ہوں، علاتی یا اخیافی بھتیجا، بھانجا، بیٹا، پوتا، نواسا، داماد، خاوند کی دوسری بیوی سے بیٹا، سسر، خاوند کے دادا اور نانا۔

رضاعت کے حوالے سے بھی وہ تمام رشتے محرم ہیں جو نسب کے حوالے سے محرم ہیں۔ (دیکھیے صحیح مسلم، کتاب الرضاع)

② ۔نامحرم

ان کے علاوہ تمام رشتے دار مرد نامحرم ہیں یعنی ان سے کسی وقت بھی، کسی موڑ پر نکاح ہوسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت اسلامیہ نے نامحرم اقرباء ہوں یا اجنبی سب سے حجاب کا حکم دیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے تو یہاں تک فرمایا:

"لا یخلون رجل بامرأة الا کان ثالثها الشیطان "۔

"ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ کوئی (نامحرم) آدمی کسی عورت سے تنہائی میں ملے اور وہاں تیسرا شیطان موجود نہ ہو"۔

(جامع ترمذی، کتاب الرضاع، باب ما جاء فی کراہیۃ الدخول علی المغیبات۔ اس کی سند صحیح ہے۔ ہدایۃ الرواۃ۔ بحوالہ اسلام کا نظامِ عفت وعصمت)

حفظِ ستر:

ستر سے مراد جسم کے وہ تمام حصے ہیں جن کا چھپانا ہر فرد سے ضروری ہے، چاہے وہ محرم ہو یا نامحرم، ہم صنف ہو یا صنفِ مخالف۔ البتہ زوجین اس سے مستثنیٰ ہیں۔ ستر ڈھانکنا فرض ہے اور اسے چھپانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے لباس کو ذریعہ قرار دیا۔ فرمایا:

﴿ یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ قَدۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکُمۡ لِبَاسًا یُّوَارِیۡ سَوۡاٰتِکُمۡ وَ رِیۡشًا ﴾ (الاعراف: ۲۶)

"اے بنی آدم! تحقیق ہم نے تم پر لباس اتارا تاکہ تم اس سے اپنی قابلِ عتر جگہوں کو چھپاؤ اور تمہارے لیے زینت بھی ہے۔"

عورت کا ستر:

عورت کے ستر کے بارے مختلف فقہا اور محدثین نے اسلامی تعلیمات

کی روشنی میں جو کچھ سمجھا وہ درجِ ذیل ہے:

❁ مالکی فقہا کی رائے ہے کہ عورت کا ستر اس کا پورا جسم ہے، سوائے چہرے، سر، گردن، دونوں ہاتھ، دونوں پیر کے...... (فقہ النساء)

❁ حنبلی فقہاء: عورت کے ستر کی حد چہرہ، گردن، سر، دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں اور پنڈلیوں کے سوا پورا جسم ہے۔...... (فقہ النساء)

❁ حنفی عالم مولانا اشرف علی تھانوی: عورت کو اپنے شرعی محرم کے سامنے ناف سے زانو تک اور کمر اور پیٹ کا کھولنا حرام ہے۔ سر، چہرہ، بازو، اور پنڈلی کو کھولنا گناہ نہیں گو بعض اعضا کا ظاہر کرنا بھی مناسب نہیں۔

(اصلاحِ خواتین، مکتبہ رحمانیہ)

❁ حنفی عالم مفتی سید احمد سعید: محارم سے چہرہ، بازو، سینہ، پنڈلیاں اور سر کا پردہ نہیں، اگر ان میں سے کوئی عضو کھلا رہ جائے گا تو نہ عورت گنہ گار نہ مرد، لیکن حیا اور تہذیب و ادب کی حدود کا پاس رکھنا ضروری ہے۔

❁ ابو بکر الجزائری: خاتونِ اسلام اپنی پنڈلی اور بازو کو اہل خانہ کے سامنے نہیں کھولتی نہ ہی اپنے سر اور سینے کو کھولتی ہے تا کہ اس کا بال یا ہار دکھائی دینے لگے۔ (المرأۃ المسلمہ اردو ترجمہ خاتونِ اسلام)

❁ ڈاکٹر اسرار احمد: گھر میں محرموں کے لیے عورت کے چہرے، ہاتھ اور پاؤں کے علاوہ پورا جسم ستر ہے وہ بہر حال ڈھکا رہے گا۔ (اسلام میں عورت کا مقام)

حفظ ستر اور عورت کے لباس کی حدود

معلوم ہوا کہ عورت کا ستر چہرہ، ہاتھ اور پاؤں کے علاوہ پورا جسم ہے، لیکن اگر کام کاج کے وقت یا بے دھیانی میں اس کے سر سے کپڑا اتر جائے، گردن ننگی ہو جائے، اسے پائنچے اونچے کرنے پڑیں اور پنڈلیاں نظر آنے لگیں، بازو اونچے کرنے پڑیں تو یہ درست ہے وہ محرم افراد کے سامنے ایسا کر سکتی ہے لیکن وہ یہ عادت اختیار نہیں کر سکتی کہ محرم افراد کے سامنے دوپٹہ اتار دے یا لباس ہی ایسا پہنے جس سے بازو، پنڈلیاں، سینہ، گردن، بال ننگے رہیں۔ کیونکہ مسلمان عورت کے لیے لباس کی جو حدود مقرر کی گئی ہیں وہ یہ ہیں:

❁ لباس اتنا بڑا ہو کہ سوائے دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں اور چہرے کے باقی تمام جسم ڈھک جائے۔

❁ اتنا موٹا ہو کہ جسم کی جلد کا رنگ یا ساخت نظر نہ آئے۔

❁ اتنا تنگ نہ ہو کہ جسم کے نشیب و فراز نمایاں ہوں۔

اگر عورت ایسا لباس پہنتی ہے جو مندرجہ بالا صفات کا حامل نہیں تو اس کے بارے وعید ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"صنفان من اهل النار لم ارهما، قوم معهم سياط كاذناب البقر يضربون بها الناس ونساء كاسيات، عاريات، مميلات،

مائلات رؤسهن كأسنمة البخت المائلة لا تدخلن الجنة ولا يجدن ريحها وان ريحها ليوجد من مسيرة كذا وكذا"۔

(صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب نساء کاسیات، العاریات المائلات الممیلات)

"دوزخیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جنہیں میں نے ابھی تک نہیں دیکھا، ایک وہ لوگ ہیں جن کے پاس بیلوں کی دموں کی طرح کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے۔ دوسرے وہ عورتیں ہوں گی جو لباس تو پہنتی ہوں گی مگر ننگی ہوں گی۔ سیدھی راہ سے بہکانے والی اور خود بہکنے والی، ان کے سر بختی اونٹوں کی طرح ایک طرف کو جھکے ہوئے ہوں گے، وہ جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ اس کی خوش بو پائیں گی حالانکہ اس کی خوشبو اتنی دور دور سے آتی ہے۔"

مزید فرمایا:

"عنقریب میری امت میں ایسی عورتیں ظاہر ہوں گی جو بہ ظاہر لباس پہنے ہوں گی لیکن اصل میں وہ ننگی ہوں گی اور ان کے سروں پر بختی اونٹوں کی کوہان کی مانند (جوڑا) ہوگا، ان پر لعنت بھیجو کیونکہ یہ عورتیں ملعون ہیں"۔

(طبرانی فی معجم صغیر بسند صحیح)

صحیح بخاری میں یہ اضافہ ہے کہ

یہ عورتیں جنت میں ہرگز داخل نہیں ہوں گی اور نہ جنت کی خوشبو کو پائیں

گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنے اور اتنے فاصلے سے یعنی دور سے محسوس کی جا سکتی ہے۔ (صحیح بخاری)

بنو تمیم کی کچھ عورتیں عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ انہوں نے باریک کپڑے پہن رکھے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

"اگر مسلمان ہو تو یہ لباس مسلمان عورتوں کا نہیں ہے اور اگر تم غیر مسلم ہو تو یہ لباس پہنے رہو"۔

مندرجہ بالا احادیث سے یہ باتیں ظاہر ہوتی ہیں:

✿ باریک لباس پہننے والی عورتیں درحقیقت ننگی ہوتی ہیں۔

✿ قیامت کے روز وہ ننگی رہیں گی اور اللہ تعالیٰ بھی انہیں لباس نہیں پہنائے گا کیونکہ وہ دنیا میں ننگا لباس پہننے کو پسند کرتی تھیں۔

✿ لباس پہن کر ننگا رہنا (یعنی باریک لباس پہننا) دوسروں کو یہ فریب دینا ہے کہ ہم نے جسم ڈھکا ہوا ہے، لباس پہنا ہوا ہے، لیکن باریک لباس سے جسم ڈھانکنے کا مقصد پورا نہیں ہوتا...... باریک لباس پہننے والی عورت اللہ کو بھی دھوکا دیتی (نعوذ باللہ) ہے۔

✿ رسول اللہ ﷺ نے اپنے امتیوں کو حکم دیا کہ باریک لباس پہننے والی عورتوں پر لعنت بھیجو...... یعنی وہ ناپسندیدہ شخصیت ہیں...... لعنت سے مراد اللہ کی رحمت سے دور ہونا ہے۔ لہٰذا باریک لباس پہننے والی عورتیں اللہ کی

رحمت سے دور ہیں۔ چونکہ وہ اللہ کی رحمت سے دور ہیں لہٰذا مسلمانوں کو بھی ان سے دور رہنے (لعنت کرنے) کا حکم دیا گیا۔

✿ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نظر میں مسلمان عورت باریک کپڑے پہن ہی نہیں سکتی......نہ ہی اس کی یہ پہچان ہے بلکہ یہ کافر عورت کا کام ہے۔

✿ جو عورت باریک کپڑے پہنتی ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اسے یہ بتایا جائے گا کہ یہ غیر مسلموں کا طریقہ ہے مسلمان عورتوں کا طریقہ نہیں۔

اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے ان کپڑوں میں سے ایک کپڑا دیا جو دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ لائے تھے۔ میں نے وہ کپڑا اپنی بیوی کو دے دیا۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے (جب دیکھا کہ میں نے خود نہیں پہنا) تو فرمایا ''کیا بات ہے تم نے خود کیوں نہیں پہنا'' میں نے عرض کیا ''وہ تو میں نے اپنی بیوی کو دے دیا۔'' فرمایا: ''اسے کہو! اس کے نیچے کوئی اور کپڑا ضرور پہنے کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ اس سے جسم کی بناوٹ ظاہر ہوگی۔'' (مسند احمد، بیہقی بسند صحیح)

آپ ﷺ نے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"اجعل صديعالك قميصا واعط صاحبتك صديقا تختمر به مرها تحتها شيا لئلا يصف"۔ (سنن ابی داؤد بحوالہ فقہ النساء)

''اس کے ایک ٹکڑے سے تم اپنی قمیص بنالو اور ایک اپنی بیوی کو دے دو کہ وہ اس کی اوڑھنی بنالے تاکہ اس میں سے جسم کی بناوٹ نمایاں نہ ہو۔''

بعض علماء کا کہنا ہے کہ یہ کپڑا باریک تھا۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے تاکید کی کہ نیچے کپڑا لگالیا جائے۔

بعض کا کہنا ہے کہ وہ کپڑا گاڑھا تھا لیکن اس قسم کا تھا کہ پہننے کے باوجود جسم کے ابھار نمایاں ہوتے لہٰذا نیچے کپڑا لگانے کا کہا گیا۔

صحابیات ایسا کپڑا نہیں پہنتی تھیں جو موٹا تو ہوتا لیکن اس کی بنائی ایسی ہوتی کہ جسم کے حصے نمایاں کرے۔ چنانچہ عروہ بن زبیر اپنی والدہ اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کے لیے ایک کپڑا لائے۔ اسماء اس وقت خاصی بوڑھی ہو چکی تھیں اور ان کی بینائی ختم ہو چکی تھی۔ انہوں نے ہاتھوں سے ٹٹول کر کپڑا دیکھا اور واپس کر دیا۔ منذر نے کہا ''امی جان! یہ شفاف (باریک) تو نہیں۔ انہوں نے جواب دیا ''شفاف (باریک) تو نہیں لیکن جسم کی ساخت نمایاں کر سکتا ہے۔ (ابن سعد، بہ سند صحیح)

عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک کتانی قبطی کپڑا آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے تقسیم کیا پھر کسی وقت فرمایا: ''خیال رکھنا اسے تمہاری عورتیں نہ جھپٹ لیں۔'' اس پر ایک شخص نے کہا ''میں نے وہ کپڑا اپنی بیوی کو پہنا کر دیکھا، وہ گھر میں چلی پھری، وہ سیدھی چلی، پھر پیٹھ موڑ کر چلی۔ میرا خیال ہے یہ کپڑا شفاف (باریک) نہیں۔''

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''لیکن وہ جسم کی بناوٹ کو ظاہر کرتا ہے۔''

ان روایات سے معلوم ہوا کہ

❁ کپڑا باریک ہو اور اس سے جسم جھلکے تو نیچے دوسرا کپڑا ضرور لگانا چاہیے۔ اور اس انداز سے لگایا جائے کہ وہ اس کپڑے ہی کا ایک حصہ معلوم ہو۔ اوپر کا کپڑا باریک ہو اور نیچے الگ دوسرا کپڑا پہن لیا جائے تو پاجامہ یا شمیض اندر سے نظر آ کر جسم کے خدوخال کو ظاہر کر رہے ہوتے ہیں۔

❁ بعض کپڑے موٹے ہونے کے باوجود جسم کے خدوخال کو نمایاں کرتے ہیں ایسے کپڑے بھی نہیں پہننے چاہئیں۔

❁ بعض کپڑوں کی بناوٹ ایسی ہوتی ہے کہ ڈھیلے ڈھالے ہونے کے باوجود جسم سے چپک جاتے ہیں، جیسے جرسی کپڑا

❁ صحابہ یہ خیال رکھتے تھے کہ ان کی عورتیں باریک یا جسم کے خدوخال نمایاں کرنے والے کپڑے نہ پہنیں۔

❁ جو شخص کسی کو باریک یا خدوخال نمایاں کرنے والا کپڑا دے، یہ بھی تاکید کر دے کہ وہ نیچے دوسرا کپڑا لگا لے۔ جیسے عمر رضی اللہ عنہ نے تاکید کی۔

❁ صحابہ اپنی بیویوں کو کپڑا پہناتے تو مختلف زاویوں سے یہ ضرور پتا چلاتے کہ یہ کپڑا جسم کو ڈھانکنے کے تقاضے پورے کر رہا ہے یا نہیں؟ کیونکہ بعض کپڑوں کے رنگ ایسے ہوتے ہیں کہ محسوس ہوتا ہے وہ موٹے ہیں حالانکہ وہ موٹے نہیں ہوتے اور چلنے پھرنے سے جسم کے خدوخال کی جھلک

نظر آتی ہے۔

❁ صحابہ کا طریقہ یہ تھا کہ بیوی کو چلا کر دیکھتے، چند گز کے فاصلے پر کھڑے ہو کر دیکھتے، دائیں بائیں ہو کر دیکھتے کہ کپڑے سے جسم جھلک تو نہیں رہا۔

ایک بار ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا ”عورت اپنا دامن کتنا نیچے چھوڑے؟“ آپ نے فرمایا ”نصف پنڈلی سے لے کر بالشت بھر۔“ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اس طرح تو پاؤں کھل جائیں گے۔“ آپ نے فرمایا ”تو پھر ہاتھ بھر نیچے چھوڑے اور اس سے زیادہ نہ چھوڑے۔“ (سنن ترمذی)

معلوم ہوا کہ ٹخنے ننگے کرنے والی شلوار یا نیچے پہنا جانے والا کپڑا پہننا درست نہیں۔

گلا اتنا کھلا نہیں رکھا جائے گا کہ گردن کے بجائے سینہ، اور پیچھے سے کمر وغیرہ ننگی ہو۔

بعض عورتیں سمجھتی ہیں کہ جب محرم افراد کے سامنے کلائیوں سے اوپر تک بازو یا ٹخنے سے اوپر پنڈلیاں محرم افراد کے سامنے کھول سکتے ہیں تو پھر ان کے سامنے مختصر لباس پہننے میں کیا حرج ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ

حکم یہ ہے کہ عورت کے یہ اعضا محرم افراد کے سامنے کھل جائیں تو گناہ نہیں ہوگا یہ نہیں کہا گیا کہ عورت ان کو محرم افراد کے سامنے ہمہ وقت یا عادت

کے طور پر کھلا رکھے۔

قانون عمومی زندگی کے لیے ہوتا ہے۔ لباس کی شرائط بھی عمومی زندگی کے لیے ہیں۔ رہا باہر نکلنے کا لباس تو اس کے لیے عام لباس کے اوپر جلباب (برقع یا چادر) کا حکم ہے۔

عورت مختصر، چست باریک یا خدوخال کو نمایاں کرنے والا لباس صرف اپنے شوہر کے سامنے پہن سکتی ہے کیونکہ شوہر کے لیے اس کا پورا جسم دیکھنا حلال ہے۔ کیونکہ لباس اور اس کی شرائط جس چیز سے بچنے کے لیے رکھی گئی، ہیں میاں بیوی کے رشتے میں وہ چیز حلال ہے۔

اگر عورت محرم مردوں میں وہ لباس پہنتی ہے جو صرف شوہر کے سامنے پہنا جا سکتا ہے تو یہ انہی جذبات وعوامل کو دعوت دینے والی کام ہے جن سے بچنے کے لیے ڈھیلا ڈھالا، موٹا اور پورے جسم کو ڈھانپ لینے والے لباس کا حکم دیا گیا ہے۔

دوپٹہ:

دوپٹہ عورت کے لباس کا ایک جز ہے۔ لہٰذا وہ اس بات کی مکلف ہے کہ گھر میں یا عام مصروفیات کے وقت بھی دوپٹہ اوڑھے رکھے نیز دوپٹے کی شرائط بھی وہی ہیں جو لباس کی ہیں یعنی اتنا باریک نہ ہو کہ بالوں کا رنگ نظر آئے ...... اتنا چھوٹا نہ ہو کہ سر، سینہ، کمر پر پھیلایا نہ جا سکے۔ کیونکہ دوپٹے کا

مقصد سر کے بال، سینے کے ابھار اور کمر اور کندھوں کی ساخت کو مزید چھپانا ہے۔

❁ الشیخ صالح الفوزان ایک فتویٰ کے جواب میں کہتے ہیں: عورت کے لیے پانی کی طرح پتلا اور باریک آر پار دیکھا جانے والا کپڑا پہننا جائز نہیں۔ ایسا دوپٹہ بھی سر پر اوڑھنا جائز نہیں (آرگنزا وغیرہ) جو ہلکا اور سر اور چہرہ کے لیے ساتر نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ﴾ (النور)

''اور چاہیے کہ عورتیں اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈال لیں۔''

ہلکے اور باریک کپڑے سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا بلکہ یہ فتنہ کے قریب ہے۔ جب عائشہ رضی اللہ عنہا سے دوپٹے کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: "انما الخمار ما واری البشرة والشعر"۔

''دوپٹہ وہی ہے جو چمڑے اور بال کو ڈھانپ لے۔''

(غذاء الالباب السفارینی ۲/۱۶۴)

عورت کے لیے باریک کپڑا صرف اپنے شوہر کے لیے پہننا جائز ہے کیونکہ شوہر کے لیے بیوی کا پورا جسم دیکھنا مباح ہے۔ باریک اور ہلکا کپڑا اگرچہ اندرونِ خانہ (گھر کے اندر) پہنا جائے مکروہِ تحریمی ہے (یعنی حرام

ہے)۔ (فتاویٰ برائے خواتین اسلام،ص:۶۲۹)

ایک اور فتویٰ کے جواب میں لکھتے ہیں: عورت کا حقیقی لباس وہ ہے جو اس کا پورا جسم ڈھانپ لے، جسم کو عریاں نہ کرے، نہ اعضا کا سائز نمایاں کرے، کیونکہ وہ دبیز، گاڑھا اور ڈھیلا ہوتا ہے۔

(فتاویٰ برائے خواتین اسلام،ص:۶۲۸)

✿ الشیخ صالح الفوزان ایک اور فتویٰ میں فرماتے ہیں:

عورت کے لیے اپنی اولاد اور دیگر محارم کے سامنے چھوٹا لباس پہننا جائز نہیں لہٰذا وہ ان کی موجودگی میں اسی قدر کھولے جس قدر کھولنے کی عادت رائج ہو اور جس میں کوئی فتنہ نہ ہو۔ (فتاویٰ برائے خواتین اسلام،ص:۶۹۴)

✿ ''المراۃ المسلمہ'' کے مصنف ابوبکر الجزائری لکھتے ہیں: خاتونِ اسلام اپنی پنڈلی اور بازو کو اہل خانہ کے سامنے نہیں کھولتی اور نہ ہی وہ اپنے سر اور سینے کو کھولتی ہے تاکہ اس کا بال یا ہار دکھائی دینے لگے۔ (اردو ترجمہ بعنوان خاتونِ اسلام)

وہ عورتوں کو مخاطب کر کے کہتے ہیں: آپ اپنے کپڑوں کو اتنا لمبا کیجیے جس سے آپ کے دونوں قدم چھپ جائیں اور اپنے سروں پر دوپٹہ اوڑھیے تاکہ آپ کے سر کے بال ڈھک جائیں۔ اس طرح کا لباس اپنے گھر میں اپنے محرموں والد، بھائی یا لڑکے کی موجودگی میں اختیار کیجیے۔

(''المراۃ المسلمہ'' خاتونِ اسلام کے آداب)

ہاں اس کو (عورت کو) یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنے کپڑے اتار کر برہنہ ہو جائے یا جسم کا صرف نصف یا چوتھائی حصہ ہی ڈھانپے یا سینہ اور گردن کو کھلا رکھے۔ البتہ جب شوہر کے ساتھ تخلیہ میں ہو (تو ایسا کر سکتی ہے)

(خاتونِ اسلام)

✿ الشیخ محمد ابراہیم ایک فتویٰ کے جواب میں لکھتے ہیں:

بے حیائی و آوارگی کا کھلے عام مظاہرہ اور اس حد تک اس میں انہماک ظاہر کر رہی ہیں کہ اس کے سبب بے پردگی اور بگاڑ اور فساد کی کھائی میں گرنے اور اللہ ذی العزۃ والجلال کی طرف سے آفتوں اور سزاؤں کے نزول کا خوف محسوس ہونے لگا ہے۔ انہی میں سے ایک عورت کا ایسا لباس پہننا ہے جو اس کے جسم کے ہر حصے بازوؤں، پستانوں، اور سرین وغیرہ کو نمایاں کر دے یا جس سے اندر کا جسم جھلکے یا اتنا چھوٹا ہو کہ بازو اور پنڈلی وغیرہ کو نہ ڈھانپ سکے۔ (فتاویٰ برائے خواتینِ اسلام،ص:۱۱۵)

آگے چل کر لکھتے ہیں: فقہائے کرام رحمہم اللہ نے صراحت کی ہے کہ باریک کپڑے پہننا جن سے بدن جھلکے اگرچہ پورا بدن ڈھکا ہوا ہو۔ مرد و زن ہر ایک کے حق میں ممنوع ہے۔ خواہ عورت گھر میں ہی کیوں نہ ہو۔ امام احمد نے نصاً صریحاً اسے ممنوع قرار دیا ہے۔ شافعیہ نے ایسے کپڑوں کے استعمال کی بھی نفی کی ہے جس سے جسم کی نرمی و خوبصورتی، کھردرا پن اور حجم (سائز)

ظاہر ہو۔ (ص ۶۱۸، فتاویٰ برائے خواتین اسلام)

آگے چل کر فرماتے ہیں:

عورت کو بیلٹ یا کمر بند باندھنے سے منع کیا گیا ہے چاہے وہ کے زنار کے مشابہ ہو یا دوسری طرح کی، خواہ نماز کی حالت میں ہو یا خارج نماز میں۔ اس لیے کہ وہ سرین کا حجم اور بدن کے حصوں کو نمایاں کرتا ہے۔

یاد رہے کہ بیلٹ یا پٹی عموماً کمر پر ہوتی ہے، اس سے کمر کی نزاکت، سرین کا حجم، کندھوں اور سینے کا ابھار نمایاں ہو جاتا ہے۔ دورِ حاضر میں قمیضوں کی کٹائی اس طرح کی جاتی ہے کہ کمر کی جگہ سے قمیض تنگ ہو جاتی ہے بلکہ بعض قمیضوں کو زپ لگا کر تنگ Tight کیا جاتا ہے۔ اس طرح کا کپڑا پہننا بھی درست نہیں۔

چرے ہوئے کپڑے:

دورِ حاضر میں قمیضوں کے چاک لمبے رکھنے اور پائچوں اور بازو کو چیر دینے کا رواج ہے۔ الشیخ صالح العثیمین فرماتے ہیں:

ممنوع کپڑوں میں وہ کپڑا بھی داخل ہے جو نیچے سے پھٹا ہوا یا چرا ہوا ہو جب کہ اس کے نیچے کوئی ساتر کپڑا نہ ہو۔ (ص ۶۳۶، فتاویٰ برائے خواتین اسلام)

(مزید تفصیل کے لیے دیکھیے ''عورت کا لباس'')

❀❀❀

مرد کا ستر

مردوں کو بھی اپنے لباس میں ستر ڈھانکنے کو اوّلیت دینا چاہیے اور ناف سے لے کر گھٹنے تک کے حصے پر پہنا جانے والا لباس چُست یا باریک نہیں ہونا چاہیے۔ تنگ پتلون، چست پاجامہ اور جانگیہ (انڈر ویئر) جو گھٹنوں سے اوپر تک ہو استعمال نہیں کرنا چاہیے، اگر ان کے اوپر دوسرا ڈھیلا ڈھالا کپڑا پہن لیا جائے تو پھر درست ہے۔

مرد کا مقامِ ستر ناف سے لے کر گھٹنے تک ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ:

'' جو کچھ گھٹنے کے اوپر ہے وہ چھپانے کے لائق ہے اور جو کچھ ناف کے نیچے ہے وہ چھپانے کے لائق ہے۔'' (دار قطنی بحوالہ پردہ از مولانا مودودی)

آپ ﷺ نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

'' اے علی اپنی ران کسی کے سامنے نہ کھول اور نہ کسی زندہ شخص یا مردہ شخص کی ران پر نظر ڈال۔'' (سنن ابی داؤد۔ سنن ابن ماجہ)

ان احادیث کی روشنی میں مرد کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنی ران ننگی کرے یا ایسا کپڑا پہنے جس سے رانیں نظر آتی ہوں۔

لباس کے مندرجہ بالا حدود محرم افراد کے سامنے آنے کے لیے ہیں نامحرم افراد کے لیے کچھ مزید حدود ہیں جن کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں۔

حدودِ زینت

لباس کا دوسرا مقصد زینت ہے۔ یعنی ایسا لباس جو دیکھنے میں انسانی جسم پر بھلا لگے۔ محرم افراد کے سامنے مرد و عورت دونوں اسے زیب تن کر سکتے ہیں۔

زینت کی دو اقسام ہیں:

① جسم کی صحت و صفائی، نفاست اور سلیقہ۔

② بناؤ سنگھار (میک اپ)۔

جسم کی صحت و صفائی کا خیال رکھنا جسم کا حق ہے جو چیزیں اس مقصد میں معاون ثابت ہوں ان کا استعمال خود رسول اللہ ﷺ نے بھی کیا ہے مثلاً کنگھی کرنا، تیل لگانا، مسواک کرنا، کپڑے صاف رکھنا، سرمہ لگانا، خوشبو لگانا، غسل کا اہتمام کرنا۔ دن میں پانچ بار وضو بھی صحت اور صفائی کا بنیادی ذریعہ ہے۔ یہ مرد و عورت دونوں کے لیے ہے۔ جب کہ عورتوں کے لیے زیور پہننا، ریشمی کپڑے پہننا، مختلف ڈیزائنوں اور گوٹے کناری والے کپڑے پہننا، مہندی لگانا اور خوشبو لگانا بھی مستحسن ہے۔

زیور عورتوں اور بچیوں کی پسندیدہ چیز ہے، خود ہمارے رسول اللہ ﷺ

نے امامہ رضی اللہ عنہا کو وہ ہار دیا تھا جو نجاشی نے بھیجا تھا۔

زیور پہن کر زینت اختیار کرنے کا حق ہر عورت کو حاصل ہے، بچی، جوان، شادی شدہ، کنواری وغیرہ...... البتہ ایسا زیور جس کی آواز آئے پہن کر گھر سے باہر نکلنے کی ممانعت ہے...... زیور سے حاصل کی جانے والی اس زینت کا فائدہ محرم افراد کی موجودگی میں بھی اسی طرح اٹھایا جا سکتا ہے جس طرح ان کی عدم موجودگی میں۔

زینت کی دوسری قسم بناؤ سنگھار (میک اپ) ہے، یہ درحقیقت عورت کے شوہر کا حق ہے، اسی لیے عدت گزارنے والی خواتین کے لیے یہ ممنوع ہے...... بناؤ سنگھار میں محرم افراد اتفاقی طور پر دیکھ لیں تو یہ ممنوع نہیں لیکن بالارادہ ان کی موجودگی میں ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایک عورت زیبائش کر کے گھر سے والدین کے ہاں جانے کے لیے شوہر کی اجازت سے نکلی۔ عمر رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو سخت سرزنش کی اور فرمایا:

''جو عورت اپنے باپ یا بھائی سے ملنے جائے اسے سنورنے کی کیا ضرورت ہے۔ اسے چاہیے کہ وہ پرانے کپڑے پہن کر جائے اور اپنے گھر واپس آ کر اپنے شوہر کے لیے زیب و زینت کرے۔'' (مصنف عبدالرزاق، فقہ عمرؓ)

اسلامی معاشرت میں ہر شادی شدہ عورت کے لیے علیحدہ گھر اسی لیے

ضروری ہے کہ وہ اپنے شوہر کے حق (میک اپ) کو بلا جھجک اور بلا تکلف ادا کر سکے......اس کا بہترین وقت رات ہے جب گھروں میں دوسرے افراد کی آمدورفت کا سلسلہ تقریباً ختم ہو جاتا ہے۔ رات بھر میک اپ کے بعد طلوعِ فجر کے وقت وضو کرنے سے یہ بناؤ سنگھار خود بخود دھل دھلا کر صاف ہو جاتا ہے۔

عرب معاشرت میں رخصتی کے موقع پر دلہن کو آراستہ کیا جاتا تھا، اس حالت میں خاوند کے علاوہ کوئی دوسرا مرد عورت کو نہیں دیکھتا تھا......آج کل میک اپ اپنے ہوں یا بیگانے، سب کے سامنے خوب دھڑلے سے کیا جاتا ہے۔ بازار جانا ہو......ملاقات کے لیے جانا ہو......مہمان آرہے ہوں......کوئی تقریب ہو......اکثر خواتین میک اپ کرنا ضروری سمجھتی ہیں، اس کے برعکس شوہر کے لیے یہ اہتمام صرف شادی کے ابتدائی ایام ہی میں کیا جاتا ہے۔

❀❀❀

حفظِ ستر اور حفظِ حیا
میں معاون احتیاطی تدابیر

محرم افراد میں حفظِ ستر اور حفظِ حیا کے لیے قرآن وسنت سے مندرجہ ذیل احتیاطی تدابیر ملتی ہیں۔

①: عمومی نشست گاہوں کی علیحدگی۔

②: استیذان۔

③: علیحدہ بستر۔

④: بے حجاب گفتگو سے اِجتناب۔

① عمومی نشست گاہوں کی علیحدگی:

اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کی تخلیق میں فطری اور جسمانی طور پر نمایاں فرق رکھا ہے۔ اس فرق کی بنا پر دونوں کا میدانِ عمل بھی جدا جدا ہے۔ مرد کو معاش، کفالت، اجتماعی تمدّن کا نظم ونسق، خرید وفروخت، صنعت وحرفت، تجارت وسیاحت......غرض بیرونِ خانہ معاملات کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔

اسی لیے اس کے باہر نکلنے پر پابندی عائد نہیں کی گئی......عورت کی فطری ساخت اوراس کے طبعی رجحانات کے مطابق اسے گھر کی چاردیواری عطا کی گئی ہے۔گھر عورت کی اس مملکت کا نام ہے جس کے انتظام وانصرام میں وہ خودمختار ہے۔ اسی لیے اس کا منصب ربۃ البیت (گھر کی مالکہ) ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ہر زوجہ محترمہ کوالگ الگ گھر عطا کر کے یہ ظاہر فرما دیا کہ علیحدہ گھر عورت کا حق ہے، چاہے وہ کتنا ہی مختصر، سادہ اورکم قیمت کیوں نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے خواتین کوحکم دیا:

﴿وَ قَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ﴾

(سورہ احزاب : ۳۳)

"اوراپنے گھروں میں قرار سے رہواورقدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو۔"

اس میں خواتین کے لیے گھروں میں وقار سے ٹکے رہنے کا حکم ہے، جو عورت کواس کی چاردیواری کی حدود پھلانگ کر......مرد کی دنیا......کی بیرونِ خانہ معاملات میں حصہ لینے پر پابندی عائد کرتا ہے۔آج خواتین کی اکثریت گھروں سے باہر رہنا پسند کرتی ہے۔انہیں یہ سوچنا چاہیے کہ وہ ایسا کیوں کرتی ہیں، ناگزیر ضرورت کے لیے یا غیر ضروری نفسیاتی تسکین کے لیے؟

چونکہ گھر عورت کی کارگاہ کا نام ہے، اس لیے اس میں عورت پر ستر وحجاب کے معاملے میں پابندی عائد نہیں کی گئی تاکہ وہ بلا جھجک اور بلا تکلّف اپنی ذمّہ داریاں نبھا سکے۔ چونکہ مرد اور عورت کے رجحانات میں فرق ہے اس لیے محرم اقربا ہونے کے باوجود ان کا خواتین کے حصوں میں عمومی وقت گزارنا پسند نہیں کیا گیا۔

ہمارے رسول ﷺ اپنا زیادہ وقت مسجد نبوی میں گزارتے، آرام کی خواہش ہوتی تو مشربہ (بالاخانہ) کے نام سے آپ کا ذاتی کمرہ موجود تھا، جس میں آپ ﷺ نے ایلاء کے ایام گزارے تھے۔

(صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب بیان تخییر الامراتہ لا یکون طلاقا الا بالنیہ)

آپ ﷺ ہر روز سہ پہر کواپنی ہر زوجہ محترمہ کے ہاں باری باری تشریف لے جاتے۔ان کی خیریت دریافت کرتے، ضروریات پوری فرماتے، ان کے ساتھ بے تکلفانہ گفتگو فرماتے۔ بعد ازاں جس محترمہ کی باری ہوتی اس کے ہاں ٹھہر جاتے۔(سیرۃ النبی، مولانا شبلی رحمہ اللہ)

دیگر اوقات میں کسی خاص ضرورت کے تحت ہی اپنی زوجاتِ محترمات کے ہاں تشریف لے جاتے۔

آپ ﷺ اپنا زیادہ وقت گھر سے باہر کیوں گزارتے؟ اس کی بنیادی وجہ منصبِ رسالت کے فریضہ کی ادائیگی تھی، آپ ﷺ گھر میں بھی اس کے

مکمل پاسدار تھے۔ آپ ﷺ کا ہر عمل انسان کے لیے بے پناہ خیر وخوبی کا حامل ہے۔ خواتین میں زیادہ دیر نہ رہنے میں بھی بہت سی حکمتیں پوشیدہ ہیں جو باہمی رویوں اور خانگی معاملات کے حسن وصلاح کے لیے ضروری ہیں۔ ان میں انسانیت کے اصلی جوہر حیا کی نُمو اور تحفظ کے لیے بہترین سبق موجود ہے۔

اگر محرم اقربا (شوہر نہیں) ہمہ وقت خواتین میں موجود رہیں تو خواتین کو بہت سی مشکلات پیش آسکتی ہیں جو جذبۂ حیا اور حفظِ ستر کے منافی ہیں۔

❀ عورت کو گھریلو کام باآسانی انجام دینے کے لیے بازو اور پائنچے اوپر چڑھانا پڑتے ہیں۔ دوپٹہ اتارنا پڑتا ہے، اوپر نیچے ہونا پڑتا ہے۔ محرم مردوں کی موجودگی میں بعض خواتین کو ایسا کرنے میں حیا مانع ہوتی ہے۔

❀ کنگھی کرنے اور بال خشک کرنے کے لیے دوپٹہ اتارنا پڑتا ہے، اس طرح سینہ اور گلا کھلا ہونے کا امکان ہوتا ہے۔

❀ انتہائی گرمی کے موسم میں ہلکے کپڑے پہننے، دوپٹہ اتارنے، بازو اور پنڈلیوں کو کھلا رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مردوں کے سامنے خواتین ایسا نہیں کرسکتیں۔

❀ بچوں والی ماں نے بار بار اپنے بچے کو دودھ پلانا ہوتا ہے۔

❀ عورتیں اکثر ایسی حالت سے گزرتی ہیں جو مردوں پر ظاہر نہ ہو تو بہتر

ہوتا ہے، چاہے وہ محرم ہی کیوں نہ ہوں، ایسی حالت میں عورت کو چلنے پھرنے میں بھی مشکل پیش آتی ہے۔ خصوصاً کم عمر بچیاں اپنی حالت چھپانے پر قادر نہیں ہوتیں...... ان دنوں میں عورت میں چڑچڑاپن، ضد، کمر درد اور اعصابی تناؤ کے علاوہ دیگر کئی عوارض لاحق ہوتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس حالت کو اذیً (تکلیف) کا نام دیا ہے۔ یہ اتنی تکلیف دہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان ایام میں خواتین کو نماز کی بھی رخصت دے دی۔ اللہ نے عورتوں پر نمازِ جمعہ فرض نہیں کی۔ جس کے بارے مولنا ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"عورتوں پر مساجد میں جا کر نماز ادا نہ کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مردوں کو پتا نہ چلے کہ عورت کس حالت میں ہے، اگر عورتوں کے لیے مسجد میں جانا ضروری قرار دے دیا جاتا تو ان کی یہ حالت کسی مرد سے مخفی نہ رہتی۔" (از پردہ)

آپ ﷺ نے مردوں کو باجماعت نماز کا سختی سے حکم دیا ہے۔ اس کے برعکس جب ام حمید ساعدی رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"قد علمت انك تحبين الصلوة معی وصلاتك فی بيتك خير من صلاتك فی حجرتك وصلاتك فی حجرتك خير من صلاتك فی دارك وصلوتك فی دار خير من صلاتك فی مسجدی"۔

(مسند احمد بن حنبل، ابن خزیمہ)

"مجھے معلوم ہے کہ تم میرے ساتھ نماز ادا کرنا پسند کرتی ہو لیکن تمہارا گھر کی کوٹھڑی میں نماز ادا کرنا اس سے بہتر ہے جو برآمدے میں ادا کی جائے اور برآمدے میں نماز ادا کرنا صحن میں نماز ادا کرنے سے بہتر ہے اور صحن میں نماز ادا کرنا میری مسجد میں نماز ادا کرنے سے بہتر ہے۔"

راوی کہتے ہیں کہ اس فرمانِ نبوی کے بعد ام حمید ساعدی رضی اللہ عنہا نے گھر کے ایک تاریک گوشے میں نماز کی جگہ مقرر کر لی اور تمام عمر وہیں نماز ادا کرتی رہیں۔

معلوم ہوا کہ عورتیں گھر میں بھی چھپ کر نماز ادا کریں تا کہ مردوں پر یہ ظاہر نہ ہونے پائے کہ وہ کب نماز پڑھتی اور کب چھوڑ دیتی ہیں۔

✿ رمضان میں خواتین کو اللہ تعالیٰ نے ایامِ مخصوص میں روزے کی قضا کا حکم دیا ہے۔ مرد ہمہ وقت موجود ہیں تو خواتین روزہ قضا کرنے کی وجہ بیان کرتے ہچکچاتی ہیں۔ بعض خواتین اپنے اس فطری جذبۂ حیا کی وجہ سے سحری اور افطاری کا اہتمام اسی طرح کرتی ہیں، جیسے عام ایام میں کرتی ہیں۔ یوں وہ دن بھر بھوک کی تکلیف سہتی ہیں حالانکہ ان ایام میں معمول سے زیادہ بھوک لگتی ہے۔

✿ اکثر خواتین صبح روزانہ ذکر اور تلاوت کی عادی ہوتی ہیں، جب وہ چھٹی کرتی ہیں تو مردوں کے لیے یہ حیرت کا باعث ہوتا ہے اگر وہ ہمہ وقت موجود

نہ ہوں تو پھر یہ مسئلہ ہی پیدا نہ ہو۔

✿ مرد عورت کے لیے قلعہ اور محافظ ہے، گھر کا بیرونی حصہ ان کی عمومی نشست کے لیے بہتر ہے، اس طرح باہر سے آنے والے اجنبی مرد...... مردوں سے مل کر یا اپنی ضرورت پوری کر کے چلے جاتے ہیں۔ درونِ خانہ خواتین کو یہ علم ہی نہیں ہوتا کہ کون آیا، کون گیا؟...... گویا مردانہ مصروفیات سے وہ بے خبر رہیں گی اور اجنبی مردوں میں بے جا دلچسپی لینے سے از خود محفوظ رہیں گی۔ اگر مرد زنانہ حصے میں رہیں تو ہر آنے والے مرد سے عورتیں بھی واقف ہوں گی۔ ادھر مرد بھی ان کے بارے عورتوں کو معلومات مہیا کر ہی دیتے ہیں...... ہمارے یہاں کبھی زنان خانے اور مردان خانے کا رواج عام تھا...... اس دور میں اکثر گھروں میں ستر وحجاب کا خیال رکھا جاتا تھا۔

پنجاب میں بیٹھک کا وجود بھی اسی سلسلے کے اظہار کا نام ہے لیکن اب یورپی طرزِ معاشرت نے لوگوں کو مخلوط معاشرت کا اس قدر گرویدہ کر دیا ہے کہ گھر تو دور کی بات ہے، پارک، گلیاں، کلب، بازار، دفاتر، کالج، سیاست، تجارت، پولیس، فوج غرض ہر جگہ عورتیں مردوں کے دوش بدوش نظر آتی ہیں۔

جن گھروں میں مرد ہمہ وقت موجود رہتے ہیں وہاں جذبۂ حیا کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

ممکن ہے یہ کہا جائے کہ مندرجہ بالا امور ایک عمومی بات ہے اور ہر

خاتون اس کیفیت سے گزرتی ہے، جواب یہ ہے کہ یوں تو میاں بیوی کے تعلقات بھی ایک معمول کی بات ہیں لیکن ان میں انتہائی رازداری سے کام لینے کی تاکید کی گئی ہے...... اللہ تعالیٰ نے عورت کی فطرت میں حیا کا جذبہ مرد کی نسبت زیادہ رکھا ہے۔ اسی لیے تو وہ ایسی باتوں کو عورتوں پر بھی ظاہر کرنا پسند نہیں کرتی۔ لہٰذا اس کی نمو کے لیے جتنی احتیاط کی جائے بہتر ہے۔

ہمارے رسول اللہ ﷺ ان حقائق سے بخوبی واقف تھے، آپ ﷺ نے صرف اس بیوی اور شوہر کی تحسین فرمائی جو رات کو نوافل کے لیے خود اٹھے...... زوج یا زوجہ کو بھی اٹھائے، اگر وہ نہ اٹھے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے دے کر اٹھائے۔ (سنن ترمذی)

احادیث میں اس کام کے لیے کسی دیگر محرم رشتہ دار کا نام نہیں لیا گیا۔

ممکن ہے کچھ لوگ محرم مردوں کے عورتوں سے الگ نشست گاہیں رکھنے کو بے جا پابندی کا نام دیں لیکن یہ پابندی نہیں، بھلائی سکون اور آسانی کے لیے ہے۔ اگر یہ پابندی ہے تو پھر عورت پر اس سے بھی بڑی پابندی (باہر نکلتے ہوئے حجاب) عائد کی گئی ہے۔

معاشرے نے اسلام کی عائد کردہ پابندیوں سے آزاد ہو کر دیکھ لیا ہے، چاروں طرف سے بے چینی، اضطراب، ظلم، جرائم، الجھنیں یلغار کرتی بڑھ رہی ہیں۔ امن و سکون کی حالت اتنی مخدوش ہے کہ گھر ہو یا باہر، سفر ہو یا حضر،

مسجد ہو یا دفتر، کہیں بھی کوئی محفوظ نہیں۔ ہر وقت جانی و مالی خدشات کا دھڑکا لگا رہتا ہے۔ جس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ معاشرے سے ایک ایک کر کے اسلامی اقدار اور اسلامی حدود کو ختم کیا جا رہا ہے۔ خواتین اور مرد حضرات کی نشست گاہوں کی علیحدگی کا سب سے بڑا ثبوت استیذان ہے جس کی تفصیلات خود اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں۔

②: استیذان:

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْکُمُ الَّذِیْنَ مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ وَ الَّذِیْنَ لَمْ یَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْکُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ مِنْ قَبْلِ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ وَ حِیْنَ تَضَعُوْنَ ثِیَابَکُمْ مِّنَ الظَّھِیْرَۃِ وَ مِنْ بَعْدِ صَلٰوۃِ الْعِشَآءِ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّکُمْ لَیْسَ عَلَیْکُمْ وَ لَا عَلَیْھِمْ جُنَاحٌ بَعْدَھُنَّ طَوّٰفُوْنَ عَلَیْکُمْ بَعْضُکُمْ عَلٰی بَعْضٍ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ وَ اللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ﴾ (النور: ۵۸)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو لازم ہے کہ تمہارے مملوک اور تمہارے وہ بچے جو ابھی عقل کی حد کو نہیں پہنچے ہیں تین اوقات میں اجازت لے کر تمہارے پاس آئیں...... صبح کی نماز سے پہلے، اور دوپہر کو جب تم کپڑے اتار کر رکھ دیتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد۔ یہ تین وقت تمہارے لیے

پردے کے ہیں، اس کے بعد وہ بلا اجازت آئیں تو نہ تم پر کوئی گناہ ہے نہ ان پر۔ تمہیں ایک دوسرے کے پاس بار بار آنا ہی ہوتا ہے، اس لیے اللہ تمہارے لیے اپنے ارشادات کی توضیح کرتا ہے اور وہ علیم و حکیم ہے اور جب تمہارے بچے عقل کی حد کو پہنچ جائیں تو چاہیے کہ اسی طرح اجازت لے کر آیا کریں، جس طرح ان کے بڑے اجازت لیتے رہے ہیں۔ اسی طرح اللہ تمہارے سامنے اپنی آیات کھولتا ہے اور وہ علیم و حکیم ہے۔"

تفسیر ابنِ کثیر میں اس آیت کی تشریح میں لکھا ہے کہ اس آیت میں رشتہ داروں کو حکم ہو رہا ہے کہ وہ اجازت لے کر آیا کریں، تین وقت ایسے ہیں جن میں غلام اور نابالغ بچوں کو بھی اجازت لینی چاہیے۔ صبح کی نماز سے پہلے...... دوپہر کو جب دو گھڑی انسان راحت حاصل کرنے کے لیے بالائی کپڑے اتار دیتا ہے...... اور عشاء کی نماز کے بعد بے فکری سے سو جاتا ہے۔

ان اوقات میں چھوٹے بچوں کو بھی اپنے ماں باپ کے پاس اجازت لے کر آنا چاہیے، نہ جانے گھر والے کس حالت میں ہوں، لیکن بعد از بلوغت اطلاع کر کے ہی جانا چاہیے خواہ وہ اپنے ہوں یا پرائے۔

رسول اللہ ﷺ سے ایک آدمی نے عرض کیا: "کیا میں اپنی ماں کے پاس بھی اجازت لے کر جاؤں۔"

فرمایا: "ہاں!"

اس نے عرض کیا: "وہ تو میرے ساتھ ہی رہتی ہیں۔"

فرمایا! "تو بھی اجازت لے کر جاؤ۔"

اس شخص نے عرض کیا: "میں اپنی ماں کا خدمت گار ہوں۔"

فرمایا: "کیا تم اپنی ماں کو ننگا دیکھنا چاہتے ہو؟"

عرض کیا: "نہیں"۔

فرمایا: "تو پھر اجازت لے کر جایا کر۔"

(مؤطا امام مالک، کتاب الاستیذان، رقم الحدیث: ۱۸۶۲)

معلوم ہوا کہ محرم اقرباء کو بھی اجازت لے کر گھروں میں داخل ہونا چاہیے، چاہے وہ ان کی ماں کا گھر ہو، باپ کا ہو، بھائی...... بہن یا کسی دیگر عزیز کا ہو۔ ان کی رہائش اسی گھر میں ہو یا کسی دوسرے گھر میں۔ البتہ صرف اپنے ذاتی استعمال کا گھر یا کمرہ ہو تو پھر اجازت کی ضرورت نہیں۔

استیذان کا یہ اصول ظاہر کر رہا ہے کہ مردوں کی عمومی نشست گاہیں علیحدہ ہونا چاہئیں تاکہ ستر کے تقاضوں پر عمل ہو سکے۔ سلف صالحین میں یہ طریقہ مشہور و معروف تھا کہ وہ اپنے گھروں میں بھی آتے ہوئے اجازت طلب کیا کرتے تھے۔ چنانچہ زینب زوجہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتی ہیں:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دروازے پر آ کر کھانستے، تھوکتے اور اس کے بعد اندر آتے، اچانک بغیر اطلاع کے اندر آنا پسند نہیں کرتے تھے۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ گھر آتے تو دروازے پر آکر زور سے آواز دیتے۔

ابن العربی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ غیر کے گھر میں داخل ہونے کے لیے اذن حاصل کرنا ضروری ہے اور اپنا گھر ہو تو اذن حاصل کرنا واجب نہیں ہے مگر اگر ماں، بہن وغیرہ بھی رہتی ہوں تو اندر داخل ہونے سے پہلے کھانسے اور پھر اندر داخل ہو اور دروازے پر پہنچ کر پاؤں مارے جس سے اندر عورتوں کو آنے کی خبر ہو جائے کیونکہ کبھی ماں بہن بھی ایسی حالت میں ہوتی ہے کہ جس حالت میں دیکھنا ہم پسند نہیں کرتے۔ (تفسیر ابن کثیر)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھنے والوں نے بار بار پوچھا کہ اپنی ماں، بہن جس گھر میں رہتی ہو اس میں جائے تو اجازت لی جائے گی؟ انہوں نے ہمیشہ فرمایا کہ ہاں لی جائے گی اور تکرار کرنے پر سمجھایا کہ کوئی بھی اپنی ماں بہن کو بے پردہ دیکھنا پسند نہیں کرتا پھر تم کو خواہ مخواہ اصرار کیوں ہے؟

(احکام القرآن لابن العربی بحوالہ اسلام کا نظامِ عفت وعصمت)

نامحرم افراد کے لیے اور جو اس گھر میں نہ رہتے ہوں ان رشتہ داروں اور اجنبی لوگوں کے لیے استیذان کے بہت سے آداب احادیث میں مذکور ہیں لیکن ان کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں ہے۔

③: علیحدہ بستر:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"علموا اولادکم الصلوة اذا بلغوا سبعا واضربوهم عليها اذا بلغوا عشرا وفرقوا بينهم فى المضاجع"۔

(صحیح رواہ احمد، مستدرک حاکم، ابوداؤد)

"اپنی اولاد کو نماز سکھاؤ جب وہ سات سال کی ہو جائے اور دس سال کی ہو جائے تو انہیں مار کر نماز پڑھواؤ اور ان کے بستر الگ الگ کردو۔"

سات سے دس سال تک بچے کی وہ عمر ہے جس میں اس کے صنفی شعور کا آغاز ہو جاتا ہے۔ اس کے اعضا بلوغت کے مراحل میں داخل ہونے شروع ہو جاتے ہیں، طبعی تقاضے کے مطابق ان میں صنفی بیداری پیدا ہونے لگتی ہے۔ لہٰذا تاکید کی گئی کہ اب ان کو الگ الگ سلایا جائے تاکہ ایک ہی بستر پر ہونے کی وجہ سے ان میں کوئی غلط خیال نہ پا سکے۔

بعض عرب مصنفین اس حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس سے مراد ان کی خوابگاہیں یعنی کمرہ الگ کرنا ہے اور اور اگر الگ کمرہ میسر نہ ہو تو خواتین...... اور مردوں کے سونے کی جگہوں کے درمیان کسی کپڑے یا لکڑی وغیرہ کی آڑ کر لی جائے۔ تاکہ مرد عورتوں کو اور عورتیں مردوں کو سونے کی حالت میں نہ دیکھ سکیں۔

(دیکھیے تربیت اولاد کے اسلامی اصول از محمد جمیل زینو مترجم حافظ خالد محمود خضر)

نیند میں انسان اپنی حالت سے بے خبر ہوتا ہے اسے یہ قطعاً علم نہیں ہوتا

کہ اس کے اعضا ڈھکے ہوئے ہیں یا ننگے، وہ کروٹ کے بل لیٹا ہوا ہے یا چت۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی لیے نیند کو موت کی بہن کہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے چت لیٹنے سے بھی منع کیا ہے، اس طرح جسمانی ساخت مزید نمایاں ہوجاتی ہے۔ چت لیٹنے سے خراٹے بھی زیادہ آتے ہیں اور ڈراؤنے خواب بھی...... آپ ﷺ ہمیشہ دائیں کروٹ پر لیٹتے۔ کروٹ پر لیٹنے سے مقاماتِ ستر ڈھکے رہتے ہیں۔

آج سے نصف صدی قبل شرفاء کی خواتین باپ بھائیوں کی موجودگی میں لیٹنے سے اجتناب کرتی تھیں۔ رات کو بڑی چادر سے اپنا پورا بدن ڈھانپ لیتیں چاہے شدید گرمی ہی کیوں نہ ہوتی۔ سونے کی حالت میں حفظِ ستر کا یہ بہترین طریقہ ہے۔

کہنے کی بات یہ ہے کہ جسے میسر ہو اسے چاہیے کہ دس سال کے بعد بچوں کو الگ الگ کمرے ہی میں سلائے اگر ایسا نہ ہو سکے تو پھر بستر الگ الگ تو ضرور ہونا چاہیے۔ محرم افراد کے درمیان حیا کا یہ بہترین طریقہ ہے۔

دورِ حاضر میں یورپی تہذیب کی تقلید میں بیڈ کا رواج عام ہو چکا ہے۔ چاہے یہ کھلا ہو تب بھی یہ ایک ہی چارپائی کہلاتا ہے۔ اس پر ماں، بیٹے،، بہن بھائی، باپ بیٹی وغیرہ کا ایک ہی وقت میں لیٹنا خصوصاً سونا حیا کے حوالے سے کچھ اچھا نہیں لگتا۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ الگ جگہ پر سونے کا اہتمام کیا جائے۔

ایک خاندان نے بتایا کہ ایک ہی گھر میں ہم دو کنبے رہتے تھے، دوسرا کنبہ میرے چچا زاد کا تھا۔ ایک روز میرے چچا زاد بھائی کے گھر والے کہیں گئے ہوئے تھے، وہ دفتر سے آیا، میں بیڈ پر سو رہی تھی۔ ان کے گھر کے دروازے بند تھے، اس لیے وہ آ کر میرے ہی بیڈ پر سو گیا۔ میں اٹھی تو مجھے اس کی یہ حرکت بہت معیوب لگی اور شرم بھی آئی۔ کہتی ہیں مجھے خیال آیا کہ یہ سب بیڈ کی وجہ سے ہے اگر کوئی عام چارپائی ہوتی تو ایسا نہ ہوتا۔ حالانکہ وہ آدمی زمین پر بستر بچھا کر بھی سو سکتا تھا یا دوسری چارپائی وغیرہ بھی بچھا سکتا تھا۔

کہنے کی بات یہ کہ ہمارے معاشرے میں ایک ہی بیڈ پر مختلف عزیزوں کا سونا معیوب نہیں سمجھا جاتا۔

سچی بات تو یہ ہے کہ بیڈ ہے ہی بے حیا قسم کا بستر۔ والدین اپنے چار پانچ بچوں کو بآسانی اس پر سلا دیتے ہیں لیکن یہی بچے جب بڑے ہوتے ہیں تو بھی اس پر اکٹھے سونے میں کوئی قباحت نہیں سمجھتے جب کہ بستر کی جگہ الگ کر دینے کے حکم نبوی ﷺ کی روشنی میں ہر جوان فرد کے لیے الگ چادر یا لحاف اور الگ چارپائی یا الگ جگہ کا اہتمام کرنا ہی چاہیے۔

(۴) بے حجاب گفتگو سے اجتناب:

اجنبی مردوں اور عورتوں کا باہم غیر ضروری بات کرنا، بے تکلّف ہونا یا تنہائی اختیار کرنا ممنوع ہے۔ جہاں تک محرم افراد کا تعلق ہے ان کے لیے اس

قسم کی کوئی پابندی عائد نہیں کی گئی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے محرم مردوں کو خواتین کا نگران (قوّام) بنایا ہے۔ دونوں میں جذبۂ حیا کی حفاظت کے لیے ضروری ہے کہ ایسی گفتگو سے اجتناب کیا جائے جو بے حیائی کا پیش خیمہ بنے۔ آج ہمارے معاشرے سے اس قسم کی سوچ ہی ناپید ہوگئی ہے۔ ٹی وی، ریڈیو، وی سی آر، فلم، اخبارات، رسائل، افسانے، ناول، تصاویر، موسیقی، مینا بازار، ٹیبلو، دیواروں پر عریاں الفاظ اور تصویر پر مبنی اشتہارات اور فن فیئر جیسے پروگراموں نے ہمارے معاشرے سے قولی حیا کا تصور ختم کر دیا ہے۔ رہی سہی کسر حکومت کے زیرِ سرپرستی فیملی پلاننگ کی بے مہار اور بے حیا تشہیر نے پوری کر دی ہے۔ ان سب ذرائع کا حسبِ توفیق سدِّ باب کرنا...... اور ان سب سے اجتناب کرنا ایک سچے مسلمان کے جذبۂ حیا اور تحفظِ ایمان کا تقاضا ہے۔

آج باپ بیٹی، بہن بھائی...... سب انتہائی بے تکلفی کے ساتھ اداکاراؤں پر تبصرے، ان کی تعریف وتنقید، لباس، بالوں، زیور اور میک اپ پر اظہارِ خیال، افسانے، غزل، گانے اور فلم پر اپنا تاثر بلا جھجک پیش کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کے سراپا کی تعریف، آواز کی مٹھاس کا ذکر...... تفریح، تھیٹر، فن فیئر کے پرگراموں میں شرکت نے...... باپ بیٹی اور بہن بھائی کے درمیان حیا کی آڑ پرے پھینک دی ہے۔ یہ بیماری اتنی عام ہے کہ ہم میں سے اکثر

لوگوں کو خود علم نہیں کہ وہ ایسا کر کے محرم رشتہ داروں کے ساتھ اپنے تعلّقات کو کس ڈھب پر لے جا رہے ہیں اور اب حالت یہ ہے کہ محرم افراد اپنی محرم خواتین کے ساتھ برائی میں ملوّث ہو رہے ہیں۔ باپ اور بھائی خود اپنی بہنوں، بیٹیوں کو بنا سنوار کر خود ہی ان کو داد دیتے ہیں۔

گفتگو میں حیا کو مدِّ نظر رکھنے کا اسلوب ہمیں خود قرآنِ حکیم نے عطا کیا ہے چنانچہ ایسے تمام مسائل جن کا تعلّق کسی نہ کسی طرح صنفی معاملات سے ہے انہیں ننگے الفاظ کی بجائے کِنائے کے انداز میں بیان فرمایا ہے۔ مثلاً

﴿وَ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَ لَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ﴾ (البقرہ : ۲۲۲)

"اور لوگ آپ ﷺ سے حیض کا حکم پوچھتے ہیں۔ آپ ﷺ فرما دیجئے کہ وہ گندی چیز ہے تو حیض میں تم عورتوں سے علیحدہ رہا کرو اور ان سے قربت مت کیا کرو جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں، پھر جب وہ اچھی طرح پاک ہو جائیں تو ان کے پاس آ جاؤ جس جگہ سے تم کو اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے۔"

﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ﴾

(البقرہ : ۲۲۳)

"تمہاری بیویاں تمہارے لیے بمنزلہ کھیت ہیں سو اپنے کھیت میں جس طرف سے چاہو آؤ"۔

﴿ وَ كَيْفَ تَأْخُذُوْنَهٗ وَ قَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّ اَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴾ (النساء : ۲۱)

"اور تم اس کو کیسے لیتے ہو حالانکہ تم باہم ایک دوسرے سے بے حجابانہ مل چکے ہو"۔

﴿ وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ﴾ (المائدہ : ۶)

"اگر تم بیمار ہو یا حالتِ سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص استنجے سے آیا ہو یا تم نے بیبیوں کو چھوا ہو...... پھر اگر تم کو پانی نہ ملے تو تم پاک زمین پر ہاتھ مار کر تیمّم کر لیا کرو"۔

مصدرِ حکمت، جوامع الکلم، رسول اللہ ﷺ کا خود اپنا اندازِ بیان اتنے خوبصورت شائستہ اور مہذّب الفاظ سے مزّین ہوتا ہے کہ اس کی مثال دنیا کے کسی بھی زبان وادب میں نہیں پائی جاتی۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: "اگر عورت خواب میں وہ دیکھے جو مرد دیکھتا ہے؟ آپ ﷺ

نے فرمایا:

"اذا كان منها ما يكون من الرجل فلتغتسل"۔

اگر اس میں سے وہی چیز نکلے جو مرد سے نکلتی ہے تو غسل کرے۔"

(مسلم کتاب الطہارہ، باب وجوب الغسل علی المراۃ بخروج المنی منها، ۶۱۷)

صرف یہی نہیں، صحابہ کرام بھی اس کا خاص خیال رکھتے تھے۔ چنانچہ ایک بار علی رضی اللہ عنہ کو ایک مسئلہ درپیش تھا وہ کہتے ہیں، میں نے شرم کی رسول اللہ ﷺ سے پوچھنے میں کیونکہ آپ ﷺ کی صاحبزادی میرے نکاح میں تھیں۔ میں نے مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے کہا اور انہوں نے پوچھ کر بتایا"۔

(کتاب الطہارہ، باب المذی، رقم الحدیث ۲۰۳)

ایک بار عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عورت آئی اور کہنے لگی، میرا خاوند تمام رات عبادت کرتا رہتا ہے۔ عورت نے تین بار یہی کہا۔ ایک صاحب آپ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے۔ انہوں نے کہا عورت کی مراد کچھ اور ہے۔ آب آپ رضی اللہ عنہ کی سمجھ میں بات آئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس عورت کے خاوند کو بلایا اور اسے بیوی کے حقوق ادا کرنے کے اسلامی احکامات سمجھائے۔ (از فقہِ عمرؓ)

عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ تمام رات تلاوت کرتے اور دن بھر روزہ رکھا کرتے خود کہتے ہیں، میرے والد نے ایک شریف عورت سے میرا نکاح کر دیا اور ہمیشہ خبر گیری کرتے اور اس عورت سے میرے بارے

پوچھتے، وہ کہتی:

"نعم الرجل من الرجل، لم یطأ لنا فراشا ولم یفتّش لنا کنفاً مذ اتیناه"۔

''عبداللہ اچھا آدمی ہے البتہ جب سے میں اس کے نکاح میں آئی ہوں، انہوں نے اب تک میرے بستر پر قدم نہیں رکھا اور نہ میرے کپڑے میں کبھی ہاتھ ڈالا۔''

جب اسی طرح کئی روز گزر گئے تو میرے والد نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا۔ الحدیث الخ

(بخاری کتاب فضائل القرآن باب فی کم یقرء القرآن، رقم الحدیث ۵۰۵۲)

اس حدیث میں خاتون کے جواب پر غور کیجیے۔ اس نے کتنی خوبصورتی، فصاحت اور حیادارانہ انداز سے اپنا مدعا اپنے سسر پر واضح کیا اور کہیں بھی حیا کے آبگینے کو ٹھیس نہیں لگنے دی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں ایک جامع آیت نازل فرمائی ہے:

﴿لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ﴾ (الانعام: ۱۵۱)

اس کی تفسیر میں مولٰنا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

لا تقربوا کا لفظ ان برائیوں سے روکنے کے لیے استعمال ہوا ہے، جن کا پرچھاواں بھی انسان کے لیے مہلک ہے۔ وہ خود ہی نہیں بلکہ ان کے

دواعی و محرکات بھی نہایت خطرناک ہیں۔ ایسی برائیوں سے اپنے آپ کو بچائے رکھنے میں آدمی کو کامیابی اس صورت میں حاصل ہوتی ہے جب وہ اپنی نگاہ، اپنی زبان اور اپنے دل کی پوری پوری حفاظت کرے ہر اس رخنہ کو پوری ہوشیاری سے بند رکھے جس سے کوئی ترغیب اس کے اندر پا سکتی ہو۔ (تدبرِ قرآن، ص:۲۰۱، جلد:۳)

بات کرتے ہوئے لاشعوری طور پر ہم ایسے الفاظ بول جاتے ہیں یا ایسی بات کی طرف رُخ لے جاتے ہیں کہ اگر ان کا ذکر نہ بھی چھیڑا جاتا تو ہمارا بیان مکمل ہوتا مثلاً

✿ بچے کی پیدائش زندگی کا ایک عام واقعہ ہے جس کی خبر سادہ انداز میں یوں ہو سکتی ہے......فلاں کو اللہ تعالیٰ نے بیٹا یا بیٹی دی ہے، زچہ بچہ خیریت سے ہیں لیکن بعض افراد بلا جھجک تفصیلات بتانا شروع کر دیتے ہیں پاس بچے ہوں یا دیگر محرم افراد۔ حالانکہ ان تفصیلات کو بیان کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔

✿ دل لگی یا مزاح زندگی کا ایک حصہ ہے۔ اخلاق کے دائرے میں رہتے ہوئے یہ ایک لطیف حِس ہے کچھ لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اس کا حصّہ دوسروں کی نسبت زیادہ عطا کیا ہے لیکن عُریاں الفاظ اور گندی سوچ پر مشتمل مذاق کسی کے سامنے، کسی بھی فرد کے ساتھ، کسی بھی صورت پسندیدہ نہیں۔ مزاح ہمیشہ

اپنی صنف کے افراد کے ساتھ کرنا چاہیے۔ اگر خواتین یا محرم مردوں سے مزاح کیا بھی جائے تو ان کی عمر اور رشتہ دیکھ کر۔

رسول اللہ ﷺ نے مزاح کا پاکیزہ، سچا اور بہترین انداز عطا کیا ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت میں مردوں کے ساتھ مزاح کے اکثر واقعات ملتے ہیں، لیکن خواتین میں سے صرف آپ کی بیویوں کے ساتھ مزاح کا ذکر ملتا ہے...... یا پھر ایک سنِ رسیدہ خاتون اُمِ ایمن سے آپ نے مزاحاً فرمایا تھا:

''تم کو اونٹ کا بچہ دوں گا۔'' جب کہ اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا نے اونٹ طلب کیا تھا وہ اونٹ کے بچے کا سن کر سٹپٹائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر اونٹ، اونٹ ہی کا بچہ ہوتا ہے۔'' (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد۔ بحوالہ معارف الحدیث، جلد ششم)

❁ محرم خواتین کا مردوں اور مردوں کا محرم خواتین کی موجودگی میں فحش لطیفے سننا سنانا بھی بہت قبیح فعل ہے۔

❁ ایسی بیماری جن کا تعلق امراضِ مخصوصہ سے ہے ان کے ذکر سے محرم خواتین و مرد کی مجلس میں اجتناب کرنا ہی بہتر ہے۔ ناگزیر حالت میں صرف اس ایک فرد کو آگاہ کیا جاسکتا ہے جسے حقیقتاً بتانے کی ضرورت ہو۔

❁ بعض ادبی نفسیات سے تعلق رکھنے والے مرد اور خواتین رومان سے متعلق بات چیت کھلے الفاظ میں کرتے ہیں حالانکہ یہ معاشرے کا پڑھا لکھا اور باشعور طبقہ ہوتا ہے وہ چاہیں تو کنائے میں بھی بات کر سکتے ہیں۔

❁ اسی طرح محرم خواتین کا مردوں کی موجودگی میں یا مردوں کا محرم خواتین کی موجودگی میں جرائم کی خبروں پر تبصرہ کرنا، انہیں دہرانا، ان پر سرِ عام اظہارِ تاسف جذبہ حیا کے منافی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں فرمایا ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ﴾ (النور : ١٩)

''جو لوگ (بعد نزول ان آیات کے بھی) چاہتے ہیں کہ بے حیائی کی بات کا مسلمانوں میں چرچا ہو، ان کے لیے دنیا اور آخرت میں سزائے دردناک مقرر ہے۔''

چنانچہ علی رضی اللہ عنہ ایسے شخص کو سزا دیتے جو سچ ہونے کے باوجود بدکاری کی خبر کی تشہیر کرتا یا اسے دوسروں کے سامنے بیان کرتا۔ (فقہِ علی)

دراصل جرائم کی تشہیر سے اگر زبان اور قلم کو روک دیا جائے تو بڑی سرعت سے جرائم کا خاتمہ ہوسکتا ہے۔ جرائم کے بارے منفی انداز سے عام طور پر گفتگو برائی سے نفرت کو ختم کر دیتی ہے۔ زبان اور کان جرائم کے مفہوم کی وضاحت کرنے والے الفاظ بولتے اور سننے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ پھر جرائم کی تشہیر کرنا متعلقہ شخص کی غیبت بھی ہے اور خود اپنے نفس اور دوسروں کی توجہ کو بار بار ایک برے واقعے کی طرف منتقل کرنے کی لاشعوری کوشش بھی۔ پھر یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر فرد اس واقعے کو برا سمجھ کر اس سے عبرت

حاصل کرے، کچے ذہن اس سے تلذّذ یا برائی کی تحریک بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

❁ اکثر محرم خواتین جب اپنے مردوں کے سامنے اور مرد اپنی محرم خواتین کے سامنے جب کسی اجنبی مرد وعورت کا تذکرہ کرتے ہیں تو اس کے خدوخال تک بیان کر دیتے ہیں مثلاً اچھا وہ خوبصورت خاتون جس نے نیلا سوٹ پہن رکھا تھا...... اچھا وہ مرد جس کا قد لمبا، کلین شیو تھا۔

حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے کسی اجنبی مرد وعورت کا حلیہ یا خدوخال اس انداز سے بیان کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ فرمایا:

"لا تباشرو المرأة المرأة فتنعتها لزوجها كانه ينظر اليها"۔

" کوئی عورت کسی عورت سے خلاملا نہ کرے، ایسا نہ ہو کہ وہ اس کی کیفیت اپنے شوہر سے اس طرح بیان کرے گویا وہ خود اس کو دیکھ رہا ہے۔"

(بخاری، کتاب النکاح باب لا تباشر المرأة المرأة فتنعتها لزوجها، رقم: ۵۲۴۰ ترمذی، باب ماجاء فی مباشرہ المرأة بالمرأة)

❁ "جذبہ حیا کی حفاظت کے لیے ضروری ہے کہ اپنی زبان کو گالی سے بچایا جائے۔ گالی ہر قسم کی، ہر صورت میں حرام ہے۔ گالی دینا منافق کی علامت ہے۔" (سنن ترمذی باب فی علامة المنافق)

گالیاں مذہبی، معاشرتی، طنزیہ، مزاحیہ، غصہ ورانہ اور کینہ ورانہ بھی ہوتی

ہیں۔ ان سب سے اپنی زبان کو بچانا اس لیے بھی ضروری ہے کہ کہیں اپنا نام منافقین کی صف ہی میں شامل نہ ہو جائے۔ نعوذ باللہ من ذالك۔

بعض گالیوں کو اکثر پڑھے لکھے، مہذب لوگ بھی اکثر استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً خبیث، سسرا، سالا، حرامی، الو کا پٹھا وغیرہ...... گالیاں صرف غیر مہذب، بداخلاقی یا منافقت کی علامت ہی نہیں بلکہ جس شخص کو گالی دی جارہی ہے اس پر تہمت کے مترادف ہیں...... گالی دینے کی عادت اتنی خراب ہے کہ بے جان چیزوں کو بھی بے دھڑک گالیوں سے نوازا جاتا ہے...... بے جان اشیاء تو اللہ کے تابع فرمان ہیں، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قال الله عزوجل يوذيني ابن آدم يسب الدهر وانا الدهر اقلب الليل والنهار"۔ (صحیح مسلم، کتاب الالفاظ من الادب وغیرہا)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: " ابنِ آدم مجھے ایذا دیتا ہے وہ مجھے بُرا بھلا کہتا ہے حالانکہ زمانہ تو میں ہوں۔"

بعض لوگ اپنے آپ کو گالی دے کر حیا کے تقاضوں کو پامال کرتے ہیں، اس سے بھی ممانعت کی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لا يقولن احدكم خبثت نفسي ولكن ليقل لقست نفسي"۔

(صحیح مسلم، کتاب الالفاظ من الادب وغیرها، باب كراهة قول الانسان خبثت نفسي

" کوئی تم میں سے یہ نہ کہے کہ میرا نفس خبیث ہو گیا ہے۔ بلکہ یہ کہے

کہ میرا نفس سست اور کاہل ہو گیا۔"

بعض خواتین اور مرد بغرضِ اصلاح، بغرضِ تبلیغ یا بغرضِ افہام و تفہیم حیا دارانہ مسائل پر کھلے الفاظ میں اظہار خیال کرتے ہیں۔ بے شک ان کی نیّت نیک ہوتی ہے لیکن ایسے الفاظ یا موضوعات سے کچھ ذہن تلذّذ حاصل کرتے ہیں اور پھر یہ جذبۂ حیا کو زیب بھی نہیں دیتا۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام ایسے مسائل پر اشارے کنائے سے، ڈھکے چھپے انداز میں اظہارِ خیال کرتے۔ ہمیں بھی اس ضمن میں انہی کا طریقۂ تبلیغ سامنے رکھنا چاہیے۔

محرم خواتین کا اپنے مردوں کی موجودگی میں یا مردوں کا محرم خواتین کی موجودگی میں ایسے شعر پڑھنا یا گنگنانا، جن کا مفہوم رومان پر مبنی ہو، جذبۂ حیا کی نمو کے لیے قطعاً درست نہیں۔ اسی طرح کسی کتاب کا اس قسم کا اقتباس بلند آواز سے محرم افراد کے سامنے پڑھنے سے بھی گریز کرنا چاہیے۔ یاد رہے کہ شعر اور نثر دونوں، جن کا اندازِ تحریر مخرّبِ اخلاق متن کی چغلی کھائے۔ کسی وقت بھی پڑھنے سے گریز کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لان یمتلی جوف احدکم قیحا یریه خیر من ان یمتلی شعراً"۔ (صحیح مسلم، کتاب الشعر)

"کسی کے پیٹ کا پیپ سے بھرنا اس سے بہتر ہے کہ اس میں گندے

شعر بھرے ہوں۔"

کھلے اور ننگے الفاظ استعمال کرنے کی انتہائی ناگزیر صورت میں ضرورت ہوتی ہے، مثلاً کسی قانون دان، حاکم یا ثالث کے سامنے امرِ واقعہ بیان کرنا...... ڈاکٹر کو اپنی بیماری سے آگاہ کرنا...... علم کے حصول کے لیے کھول کھول کر سوال کرنا وغیرہ۔

مذکورہ بالا معروضات کا تعلق احتیاط سے ہے۔ احتیاط کا انداز اپنی اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق مختلف بھی ہو سکتا ہے، مقصد تو محرم افراد کے درمیان حفظِ حیا کے احساس کو اجاگر کرنا ہے۔

مولانا ماہر القادری لکھتے ہیں: الفاظ و عمل اور قول و فعل میں ایک خاص معنوی ربط پایا جاتا ہے جو شخص فحش اور برے الفاظ خوشی کے ساتھ سن سکتا ہے وہ برے کام بھی کر سکتا ہے۔ برے الفاظ سنتے سنتے برائی کا احساس جاتا رہتا ہے اور وہ جھجک جو پہلے برائی سے روکتی تھی اب جرأتِ رندانہ میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ رغبت اور شوق دلانے کے لیے لفظ و بیان ہی سے کام لیا جاتا ہے اور ہر زہر اور آبِ حیات کانوں کی راہ ہی سے دل میں پہنچتا ہے۔

(اقتباس از ناول 'جب میں جوان تھی')

زبان وہ عضو ہے جس کے بارے فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

"من توکل لی مابین رجلیه وما بین لحییه توکلت له

بالجنة"۔ (بخاری، کتاب المحاربین، باب فضل من ترک فواحش رقم:۶۸۰۷)

"جو مجھے ان دو چیزوں کی حفاظت کی ضمانت دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ زبان اور شرمگاہ۔"

یہ حقیقت ہے کہ جب تک حیا نہ ہو زبان کی حفاظت ممکن ہی نہیں۔

محرم افراد کے مابین تقدس، احترام اور حیا کی فضا برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ لایعنی، لاحاصل اور بے حیائی کے مفہوم پر مبنی الفاظ کو ترک کر دیا جائے۔

"من حسن الاسلام المرء ترکه مالا یعنیه"۔

" سب سے اچھا اسلام اس کا ہے جو لایعنی (بے مقصد) بات یا کام کو چھوڑ دے۔" (سنن ابی داؤد)

❀❀❀

محرم خواتین وحضرات کا باہمی رویہ

محرم خواتین اور مرد اقربا کا باہم رویہ کیسا ہو؟ اس کا انحصار عمر اور رشتے کی قربت پر ہے...... مثلاً ایسے محرم مرد اور خواتین جن کی عمر اور جسم جوانی کا تاثر دیتے ہیں انہیں باہم روّیے میں تہذیب، شائستگی اور تھوڑے سے جسمانی بُعد کے ساتھ رہنا چاہیے۔ باہم دھول دھپّا کرنا، کھیلنا، سنجیدہ مذاق کرنا، ایک دوسرے کے کندھے سے کندھا مارنا...... غرض ایسی تمام حرکات سے پرہیز کرنا ہی بہتر ہے۔

محرم مردوں کو اپنی محرم خواتین کے سامنے اپنی حدودِ ستر (ناف سے گھٹنے تک) کا خیال رکھنا چاہیے...... محرم افراد کے سامنے میاں بیوی کا باہم بے تکلّف قسم کے جملے بولنا...... یا ایسی حرکات جو کسی صنفی جذبہ کو ابھاریں...... درست نہیں۔

اکثر خواتین محرم افراد کی موجودگی میں دوپٹہ اوڑھنے کا اہتمام نہیں کرتیں حالانکہ سینہ اور گلے کا ڈھانپنا محرم کے سامنے بھی انتہائی ضروری ہے۔

احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ محرم افراد کے سامنے بھی خواتین دوپٹہ

اوڑھا کرتی تھیں۔

محرم افراد چونکہ خواتین کے نگران اور ان کی عصمت وعفت کے پاسدار ہیں۔لہٰذا انہیں بہت سی مراعات اللہ تعالیٰ نے اور عملِ رسول ﷺ نے عطا فرمائی ہیں۔

مثلاً آپ ﷺ اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پیشانی پر بوسہ دیا کرتے تھے......ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی پیشانی پر بوسہ دیتے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

" واللہ ما مست ید رسول اللہ ﷺ ید امراۃ قط غیر انہ یبایعھن بالکلام"۔

"رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی غیر عورت کا ہاتھ نہیں چھوا سوائے ان عورتوں کے جن کا ہاتھ پکڑنے کی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اجازت دی (یعنی محرم خواتین) آپ ﷺ خواتین سے بیعت لیتے تو زبانی بیعت لیتے۔ (صحیح مسلم، کتاب الامارہ، باب کیفیۃ بیعۃ النساء، رقم الحدیث:۱۳۳)

محرم افراد کے درمیان مذکورہ تدابیر کا تعلق آداب سے ہے اگر ان پر عمل کیا جائے تو باہمی تعلقات و معاشرت میں حسن اور نفس میں حیا اور پاکیزگی کے وصف کو تقویت ملتی ہے......اگر ان پر عمل نہ کیا جائے تو وہ یہ حدود نہیں ہیں جن کی خلاف ورزی وجہِ وعید ہو۔

مذکورہ آداب کے مستحسن ہونے پر عثمان رضی اللہ عنہ کے حفظِ حیا کا حوالہ ایک ٹھوس دلیل ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اتنے حیادار تھے کہ تنہائی میں بھی ننگے نہیں ہوتے تھے۔ خود رسول اللہ ﷺ ان کے آنے پر اپنے اعضائے جسم کو مکمل طور پر ڈھانپ لیا کرتے تھے اور فرماتے:

"الا استحیی من رجل تستحی منہ الملئکۃ"۔

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضائل عثمان)

" میں اس شخص سے کیوں نہ حیا کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔"

مذکورہ آداب کی پابندی سے خصوصاً خواتین کا جذبۂ حیا مضبوط ہوتا ہے۔اس لیے ان کی اہمیت تسلیم کرنا اور ان کی افادیت کے ثمرات حاصل کرنا خواتین کے اپنے ہی لیے بہتر ہے۔

جہاں تک محرم مردوں اور عورتوں کے درمیان بے تکلّف رشتہ داری اور بے غرض، قرب ومحبت کا تعلق ہے اس میں کوئی شک کی گنجائش ہی نہیں۔عورت کے لیے معاشرے میں محرم مردوں کی موجودگی ناگزیر ہے۔ چونکہ عورت صنفِ نازک ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے محرم افراد کو اس کا نگہبان اور کفیل قرار دیا ہے۔

✿✿✿

تمام محرم یکساں نہیں

ہر محرم کے ساتھ بے تکلفی، حفظِ ستر میں سختی اور تعلقات کا معاملہ یکساں نہیں بلکہ ان کی عمر، مزاج اور رشتے کے قرب وبعد کے لحاظ سے فرق کیا جائے گا۔ مثلاً

❁ عمر کے لحاظ سے جو بھتیجے، بھانجیاں، یا چچا اور ماموں قریب ہیں، ان سے تھوڑا سا جسمانی بعد بھی رکھا جائے گا اور ایسی بے تکلفی کی نوبت نہیں آنے دی جائے گی جو دو سہیلیوں یا دو بہنوں میں ہوتی ہے۔

❁ بھائی بہن بھی اگر جوان ہیں تو وہ بھی باہم فاصلہ رکھیں گے اور تہذیب وحیا کے دائرے میں رہ کر ہی اپنے تعلقات کو رکھیں گے۔

❁ مزاج کے لحاظ سے یہ دیکھا جائے گا کہ اگر چچا، ماموں، بھائی، بھتیجا، بھانجا، رنگین مزاج ہے۔ عورتوں کی باتوں میں دل چسپی لیتا ہے۔ فحش مذاق کرنے کا عادی ہے۔ جسمانی فاصلہ رکھنے کے بجائے دھول دھپا کرنے کی عادت ہے تو چاہے محرم مرد بوڑھے ہی کیوں نہ ہوں، ان سے عورت فاصلہ رکھنے کی کوشش کرے تا کہ کسی بے حیا لفظ کے سننے کی، یا بے حیائی کے اظہار کی نوبت نہ آئے۔

محرم مردوں کی ذمہ داریاں

فرمانِ رسالت ﷺ ہے:

" کلکم راعٍ و مسئول عن رعیته ۔ "(صحیح بخاری)

" تم میں سے ہر کوئی نگران ہے اور اپنی رعیت کے بارے جواب دہ ہے۔"

عورت کی نگرانی، کفالت اور تحفظ کی وجہ سے محرم رشتہ دار پردے کی ان تمام پابندیوں سے مستثنیٰ ہیں جو نا محرم افراد پر عائد کی گئی ہیں۔

اس لحاظ سے محرم مردوں پر کچھ ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں، مثلاً:

❁ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"من عال جاریتین حتی تبلغا جاء یوم القیمة انا وھو ختم اصابعه"۔

" جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بلوغ کو پہنچ گئیں تو قیامت کے روز میں اور وہ اس طرح آئیں گے جیسے میرے ہاتھ کی دو انگلیاں ساتھ ساتھ ہیں۔"

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب، فضل الاحسان للبنات، رقم الحدیث: ۱۹۸۰)

بیٹیوں میں صرف حقیقی بیٹی ہی نہیں بلکہ ضمناً اس میں بھتیجی، بھانجی، پوتی، نواسی وغیرہ بھی شامل ہیں۔ جن کا کوئی دوسرا محرم مرد کفیل نہ ہو۔ مذکورہ حدیث میں " جَـا رَ یتین " کا لفظ ہے، جس کا مطلب لڑکی ہے۔ گویا اپنی لڑکی بدرجہِ اُولیٰ اس حدیث کا مصداق ہے جب کہ بھتیجی، بھانجی یا بہن جس کا کفیل کوئی نہ ہو وہ بھی اس میں شامل ہے۔

سنن ابی داؤد اور جامع ترمذی کی ایک حدیث میں ''تین بیٹیوں یا تین بہنوں'' کا ذکر ہے۔ گویا دونوں کی پرورش، اور تربیت پر اجر ہے۔

✿ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ:

"لا یحل لامراۃٍ تومن باللہ والیوم الآخر ان تسافر، مسیرۃ یوم ولیلۃ لیس مع حرمۃ "۔

''جو عورت اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے جائز نہیں کہ بغیر محرم کے ایک دن رات کا سفر کرے۔''

(بخاری، کتاب التفسیر باب فی کم یقصر الصلوٰۃ۔ رقم الحدیث: ۱۰۸۸)

لہٰذا عورت کے لیے یہ درست نہیں کہ وہ پُر خطر اور طویل رستہ محرم مرد کے بغیر کرے۔ ایسے میں محرم رشتہ داروں کا فرض ہے کہ وہ خواتین کو جہاں انہوں نے جانا ہو ساتھ لے کر جائیں۔ انہیں تنہا مت جانے دیں۔ آج کل

خواتین کا تنہا سفر کرنا ایک معمول بن گیا ہے۔ اس رجحان کی حوصلہ شکنی مرد ہی کر سکتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ ایک بار اعتکاف میں تھے۔ عشاء کے وقت صفیہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ سے ملنے آئیں۔ واپس جانے لگیں تو آپ ﷺ ان کے ساتھ گھر تک چھوڑنے گئے۔'' (دیکھیے صحیح بخاری۔ صحیح مسلم، کتاب السلام)

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خواتین کو رات ہو یا اندھیرا ہو تو چھوٹے سے سفر میں بھی ساتھ لے کر جانا چاہیے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تو اپنی لونڈی کو بھی اکیلے سفر نہیں کرنے دیتے تھے، بلکہ ساتھ جاتے تھے۔ (سنن ابی داؤد، جلد اوّل)

حجۃ الوداع پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمرہ کرنا تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان کے بھائی عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما سے فرمایا:

'' اپنی بہن کو ساتھ لے جاؤ اور عمرہ کراؤ۔'' (صحیح مسلم کتاب الحج)

سفر کے دوران خواتین کے ساتھ نرمی اور شفقت کا برتاؤ کرنا چاہیے۔ انہیں سواری پر اترنے اور چڑھنے میں مدد دینا چاہیے۔ دورانِ سفر اپنے مزاج کو خوشگوار رکھیں۔ اگر طبیعت میں تیزی آ گئی تو عورت کی طبیعت بھی اس سے متاثر ہوگی۔

ہمارے رسول اللہ ﷺ ایک بار سفر پر تھے۔ خواتین بھی ساتھ تھیں۔

آپ ﷺ کا حدی خوان انجشہ حدی کے گیت گا رہا تھا۔ اس کی آواز میں مٹھاس تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

" رفقا بالقواریریا انجشہ۔" (صحیح بخاری)

" آبگینے کا خیال رکھو کہیں ٹوٹ نہ جائیں اے انجشہ !۔"

اس سے دو مفہوم اخذ کیے جاسکتے ہیں۔

① آواز آہستہ رکھو تا کہ خواتین تک نامحرم کی شیریں آواز نہ پہنچے۔

② آہستگی اختیار کرو ورنہ اونٹ تیز چلیں گے تو خواتین کو تکلیف ہوگی۔

ہم اس سے یہ خوب جان سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دورانِ سفر خواتین کا کس قدر خیال رکھتے تھے۔

ایک اہم مسئلہ یہ بھی ہے کہ دورانِ سفر خواتین کو ان تمام چیزوں سے محفوظ رکھنے کی کوشش کی جائے جو حدود کو پامال کرنے کا ذریعہ ہیں۔ مثلاً گاڑیوں میں بے ہودہ گانے ......خود کہہ کر ڈرائیور سے بند کروائیں۔ نہ مانے تو دوسری وین میں سوار ہو جائیں۔ اسی طرح کوشش کریں کہ سیٹ ایسی جگہ ہو جہاں غیر مردوں کے ساتھ ٹکرانے کا کوئی موقع ہی پیدا نہ ہو۔

✿ خواتین کو کوئی ایسی ملازمت کرنے سے روکیں جس میں انہیں نامحرموں سے رابطہ رکھنا پڑے یا روزانہ آتے جاتے اثنائے سفر نامحرموں کے ساتھ جانا آنا پڑے۔

حجاب کی حدود پامال کر کے جو ملازمت کی جائے وہ عورت کے لیے قطعاً درست نہیں۔ کوشش کریں کہ خواتین زیادہ سے زیادہ اندرونِ خانہ ہی کوئی پیشہ اختیار کریں مثلاً دستکاری، کلینک، سلائی کڑھائی، تعلیم و تدریس وغیرہ۔

✿ عورتوں کی کفالت ان کے محرم مردوں کے ذمّے ہے لہٰذا ان کی مالی ضروریات پوری کرنے کا خیال رکھیں۔ آج کل مردوں نے اس سے فرار حاصل کر لیا ہے اور خواتین بازاروں کے دھکے کھاتی پھرتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے بازاروں کو بدترین جگہ فرمایا ہے۔

اس بدترین جگہ پر صنفِ نازک کو مت جانے دیں۔ عورت کو بھی چاہیے کہ اس اضافی ذمہ داری کا بوجھ اتار پھینکے۔ آج کل تو بازار ہر قسم کی برائیوں کا کھلم کھلا اڈا ہیں۔ ایسے میں باعزّت مرد کو اپنی عورتوں کو قطعاً بازار جانے کی اجازت نہیں دینا چاہیے۔

خواتین کو بھی چاہیے کہ مرد جو کچھ لا کر دے، جیسا لا کر دے اسے بخوشی قبول کرے۔ دنیا کی زندگی کا مقصد تو عبادت ہے۔ پہننا اوڑھنا یا کھانا پینا نہیں۔ لہٰذا اگر حسبِ پسند چیز نہیں آتی تو اس پر بھنّائیں مت بلکہ اپنے محرم مردوں کی طرف سے تشکّر کے ساتھ قبول فرمائیں۔

✿ محرم مردوں کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی خواتین کو اسلامی حجاب کا پابند بنائیں۔ انہیں حفظِ حیا کے آداب سکھائیں۔ انہیں تاکیداً سادہ لباس پہننے کا

کہیں۔ ان کی باہر کی آمد و رفت پر نگاہ رکھیں۔ اور یہ تسلی کر لیں کہ جن جگہوں یا گھروں میں جاتی ہیں وہ دین اور حفظ شرم و حیا کے حوالے سے کیسے ہیں تا کہ کسی قسم کے بگاڑ کا خطرہ نہ ہو۔ اگر خواتین میں ستر و حجاب کے معاملے میں کوئی ڈھیل دیکھیں تو انہیں فوراً متنبہ کریں۔

❁ گھر میں آنے والی خواتین کے بارے مردوں کو یہ اطمینان کر لینا چاہیے کہ ان کا کس قسم کے گھرانے سے تعلق ہے۔ اگر یہ خواتین اسلام کے معاملے میں تساہل پسند یا مغربیت زدہ خاندان سے تعلق رکھتی ہیں تو نرمی سے اپنی خواتین کو سمجھا کر ان سے دور رکھنے کی کوشش کریں۔ خصوصاً نوجوان لڑکیوں کو...... عموماً ہمارے دین پسند گھرانوں میں بھی اس کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ جس کا نتیجہ بہت خطرناک ثابت ہوتا ہے۔ مغرب زدہ خواتین کی یہ بھی کوشش ہوتی ہے کہ مسلمان گھرانوں کی لڑکیوں کو اپنے نظریات کی خوبیاں اور اسلامی حدود کی خامیاں بیان کریں یا ان سے نفرت پیدا کریں لہٰذا محرم مرد یہ اطمینان ضرور کر لیں۔

❁ نوجوان بہنوں، بیٹیوں کی مطالعاتی کتب اور رسائل کا کبھی کبھی غیر محسوس انداز میں جائزہ لیتے رہیں اگر کوئی مخرّبِ اخلاق تحریر دیکھیں تو پوری حکمت اور تدبر سے انہیں اس سے دور کرنے کی کوشش کریں۔

❁ گاہے گاہے اپنی بیٹیوں اور بہنوں کی ڈاک پر بھی نظر رکھیں۔ ڈاک اور

رسائل کے جائزہ کے لیے گھر کی محترم و معمّر خواتین سے مدد لیں تو یہ زیادہ بہتر طریقہ ہے۔

❁ لڑکیاں جب بلوغت کی عمر کو پہنچ جائیں تو سرپرست مرد کو اس کے نکاح میں جلدی کرنا چاہیے۔ رشتہ کے انتخاب میں دین اور اخلاق کو ترجیح دیں۔ اگر بروقت نکاح نہ کیا...... غیر ضروری تاخیر کی تو نتائج کی ذمہ داری سرپرست پر ہی ہوتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ولی ہی پر بچی کے نکاح کی ذمہ داری عائد فرمائی ہے۔

❁ سرپرست محرم مردوں کو چاہیے کہ وہ اپنی خواتین کو دینی تعلیم کے ایسے مواقع مہیا کریں جن میں حدودِ حجاب بھی برقرار رہیں اور تعلیم کا حصول بھی ممکن ہو۔

❁ اپنی خواتین کو ان کی عمر، مزاج اور پسند کے مطابق کبھی کبھی ان کے کہے بغیر تحائف لا کر دیتے رہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ اپنی نواسی امامہ رضی اللہ عنہا کو انگوٹھی دی۔ جو آپ ﷺ کو شاہِ حبشہ نے بطور ہدیہ ارسال کی تھی۔

❁ بھتیجی، بھانجی، بہن، پھوپھی، خالہ، دادی، نانی غرض تمام محرم خواتین کے ہاں گاہے گاہے جانے کو معمول رکھیں۔ دور ہوں تو خط و کتابت کے ذریعے ان سے رابطہ رکھیں۔ خواتین ذی رحم ہیں جس کے بارے فرمانِ

نبوت ہے:

”کہ جو چاہتا ہے کہ اس کے رزق اور عمر میں اضافہ اور برکت ہوا سے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔“ (ترمذی ابواب البر والصلۃ)

آپ ﷺ خود سفر سے آتے تو پہلے بیٹی کو ملنے جاتے۔ اپنی رضاعی خالہ اُمِ سلیم اور اُمِ حرام کے ہاں بھی اکثر تشریف لے جایا کرتے تھے۔

❀ خواتین سے شفقت اور نرمی کا برتاؤ کریں۔ ہمارے رسول اللہ ﷺ کے پاس جب آپ ﷺ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا آتیں تو ان کو اُٹھ کر سینے سے لگاتے، ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ (ابی داؤد)

آپ ﷺ سجدہ میں جاتے تو آپ ﷺ کی نواسی امامہ بنتِ زینب رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی پشت مبارک پر سوار ہو جاتیں۔ آپ ﷺ تب تک سجدہ سے سر نہ اٹھاتے جب تک کہ وہ خود اپنی مرضی سے نہ اتر جاتیں۔

❀ اپنی عمر رسیدہ خواتین کے احترام، ادب اور خدمت کو اپنے لیے ایک سعادت سمجھیں۔

❀ گھریلو معاملات میں خواتین سے بھی مشورہ کریں۔ خصوصاً جن معاملات کا تعلق خواتین سے ہے ان معاملات میں عورتوں پر اعتماد کریں اور ان کی رائے کو اہمیت دیں۔

❀❀❀

محرم خواتین کا فرض

خواتین کا فرض ہے کہ وہ اپنے مردوں کے حقِ امارت کو تسلیم کریں چاہے وہ عمر اور رشتے میں چھوٹا ہی کیوں نہ ہو، جہاں جانے سے مرد منع کریں اور اس کی معقول شرعی وجہ بھی ہو وہاں جانے سے رُک جائیں۔ مردوں کی خریدی ہوئی اشیا کو شکریہ کے ساتھ قبول کریں۔ مردوں کی خون پسینے کی کمائی سے لائی ہوئی اشیا کو ضائع ہونے سے بچائیں۔ ان کی قدر کریں۔ درست جگہ خرچ کریں۔ مردوں کی مالی حیثیت سے بڑھ کر کسی چیز کا مطالبہ نہ کریں۔ بیرونی معاملات میں بے جا دخل اندازی مت کریں۔ بلکہ انہیں مردوں کی رائے اور صوابدید پر چھوڑ دیں۔ اپنے محرم رشتوں کا ادب اور احترام کریں۔ باپ، دادا، چچا، ماموں، نانا، سسران سب کے سامنے لہجہ دھیما رکھیں۔ بات نرمی اور ادب سے کریں۔ ان کی خدمت میں مستعد رہیں۔

اپنے بیٹوں، بھتیجوں، بھانجوں، نواسوں، پوتوں اور چھوٹے بھائیوں کی تربیت میں حصہ لیں۔ انہیں اسلامی تعلیم، اسلامی آداب و اخلاق اور حالاتِ صحابہ و سیرتِ انبیاء سے روشناس کرائیں۔

(اس موضوع پر راقمہ کی تفصیلی کتاب دیکھیے محرم مرد اور ان کی ذمہ داریاں)

ماخذ

☆ تفسیر ابن کثیر
☆ تدبرِ قرآن
☆ صحیح بخاری
☆ صحیح مسلم
☆ جامع ترمذی
☆ مشکوٰۃ المصابیح
☆ معارف الحدیث
☆ سیرۃ النبی ﷺ از مولانا شبلی نعمانی
☆ فقہِ عمر رضی اللہ عنہ از محمد رداس قلعجی (مطبوعہ معارفِ اسلامی منصورہ)
☆ فقہِ علی رضی اللہ عنہ (مطبوعہ معارفِ اسلامی منصورہ)
☆ اسلام کا نظامِ عفت و عصمت از محمد ظفیر الدین ندوی
☆ فقہ النساء از محمد عطیہ خمیس
☆ المرأۃ المسلمہ، ترجمہ: خاتونِ اسلام از ابوبکر الجزائری
☆ اسلام میں عورت کا مقام از ڈاکٹر اسرار احمد
☆ فتاویٰ برائے خواتین اسلام
☆ تربیت اولاد کے اسلامی اصول از محمد جمیل زینو
☆ محرم مرد اور ان کی ذمہ داریاں (مطبوعہ مشربہ علم و حکمت)
☆ بستر الگ یا خوابگاہ (مطبوعہ مشربہِ علم و حکمت)
☆ عورت کا لباس (مطبوعہ مشربہِ علم و حکمت)

ہماری مطبوعات

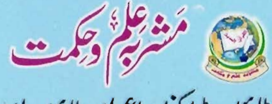
لفظ خدا کا استعمال کیوں نہیں
بسم اللہ دعا دوا شفا
زندہ کا مردہ کے لیے ہدیہ اور قرآن خوانی
ہجرت کی راہیں قدم بہ قدم، منزل بہ منزل
علیم و خبیر کے نام خطوط
خطوط مسعود (حصہ اول)
مدینہ منورہ اسماء اور فضائل
شہادتین......توحید و رسالت
شہادت گہ الفت میں
مسلمانوں کا فکری اغوا
نصابی صلیبیں
طاؤس و رباب
لواء الجہاد
والفجر
ٹی وی گھر میں کیوں؟
نام اور القاب قرآن و سنت کی روشنی میں
تصویر ایک فتنہ
غیر مسلموں کی کمپنیاں اور ہم
پتنگ بازی موسمی تہوار یا
شب برات
ویلنٹائن ڈے
کرکٹ
اپریل فول

معاشرتی مسائل

بیوہ کی عدت
نسوانی بال اور ان کی آرائش
صنف مخالف کی مشابہت
اشیائے ضرورت کا معیار
منگنی اور منگیتر
غض بصر اور مرد حضرات
رشتے کیوں نہیں ملتے
بری اور بارات
بہو اور داماد پر سسرال کے حقوق
دیور اور بہنوئی
عورت اور میکہ
ساس اور بہو
سوتیلی ماں اور اولاد
عورت وفات سے غسل و تکفین تک
مسائل طہارت اور خواتین
ستر و حجاب اور خواتین
سیدہ خدیجہ بحیثیت زوجۃ النبی ﷺ
نکاح کوئز

بچوں کے لئے

ممتا کے بول (لوریاں)
اسوہ رسول اور کمسن بچے (ترمیم شدہ ایڈیشن)
ننھے حارث کا خواب
حروف کے درمیان مقابلہ بیت بازی
پیارے نبی ﷺ کے ردیف صحابہ (ساتھ سوار ہونے والے
رحمۃ اللعالمین کی جانوروں پر شفقت
پورا تول
وہ چاول تھے
چوزہ کہانی
تاج پوشی
دو خط
اور شطونگڑا ہار گیا
تین حروف



ندیم ٹاؤن ڈاکخانہ اعوان ٹاؤن لاہور